عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ ختم نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN
جلد: ۴۳ | ۱۲ تا ۱۸ شعبان المعظم ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۳ تا ۲۹ فروری ۲۰۲۴ء | شمارہ: ۸

شبِ برأت
حقیقت اور فضیلت

مسجدِ اقصیٰ کی نصرت

حضرت طلحہ بن عبداللہ تیمیؓ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

ساس کے ترکہ میں بہو کا حصہ

س:...... میری والدہ سے میرے بڑے بھائی، راقم اور بہن ہیں۔ میرے بڑے بھائی کا انتقال ۵/مارچ ۲۰۰۵ء کو ہو چکا تھا۔ ان کی کوئی اولاد نہیں تھی، ان کی بیوی یعنی بیوہ کا میری والدہ کے بینک اکاؤنٹ میں موجود رقم میں کوئی حصہ ہے؟ جبکہ میرے بھائی کے انتقال کے بعد وہ اپنے میکے واپس چلی گئی تھیں اور انہوں نے ہم سے ہر قسم کا رابطہ بھی منقطع کرلیا ہے اور ان سے ہمارا بلکہ ہمارے پورے خاندان سے ان کا کوئی رابطہ نہیں ہے، ان کی رہائش کے بارے میں بھی غیر خاندان ہونے کی وجہ سے ہمیں کچھ علم نہیں ہے۔ نیز اگر ان کا حصہ بنتا ہے تو کس تناسب (پرسنٹیج) سے بنتا ہے اور اگر بنتا ہے تو ہم کس طریقے سے ان تک پہنچا سکتے ہیں؟ نیز میرے اور بہن کی (پرسنٹیج) سے متعلق بھی شرعی راہنمائی فرمادیجئے۔ جزاک اللہ!

ج:...... صورت مسؤلہ میں آپ کی والدہ مرحومہ کی تمام منقولہ وغیر منقولہ جائیداد اور ترکہ کو شرعاً تین حصوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ جس میں سے دو حصے مرحومہ کے بیٹے کو اور ایک حصہ مرحومہ کی بیٹی کو ملے گا۔ مرحومہ کے شوہر اور ایک بیٹے کا انتقال چونکہ اس کی زندگی میں ہی ہو گیا تھا، اس لئے انہیں ترکہ میں سے حصہ نہیں ملے گا اور نہ ہی مرحومہ کی بہو کو کوئی حصہ ملے گا۔ لہٰذا کل مال کے تین حصے کرکے دو آپ لے لیں اور ایک حصہ اپنی بہن کو دے دیں۔

ہبہ درست ہونے کے لئے قبضہ ضروری ہے

س:...... اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں کوئی جائیداد اپنی عاقل بالغ اولاد کے نام خریدتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ یہ جائیداد میں نے فلاں اولاد کو ہبہ کردی، تو اس شخص کے انتقال کے بعد ہبہ کی ہوئی جائیداد بھی اس کے ترکہ میں شامل کرنی ہوگی؟

۲:..... کیا شرعاً صرف زبانی ہبہ کردینا کافی ہوتا ہے یا تحریری طور پر لکھت ہونا ضروری ہے؟ اور کیا زبانی طور پر ہبہ کرنے کے لئے گواہ بنانا بھی ضروری ہے؟

مثلاً ایک شخص نے ایک جائیداد اپنے بیٹے کے نام سے خریدی، تمام کاغذات اپنے بیٹے کے نام کردیئے اور زبانی طور پر اپنے بیٹے سے بول دیا کہ یہ جائیداد میں تمہیں ہبہ کرتا ہوں۔ اس ہبہ کے گواہ بھی موجود ہیں۔ کیا اب بھی اس جائیداد کو ترکہ میں شامل کرنا ہوگا؟ اور دوسروں کو اس میں سے حصہ ملے گا؟

ج:......۱، ۲:..... شرعاً ہبہ کے لئے تحریری ہبہ نامہ مرتب کرنا ضروری نہیں، یعنی زبانی بھی ہوسکتا ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ جس شخص کو ہبہ کیا گیا ہو وہ ہبہ شدہ چیز پر قبضہ کرلے۔ لہٰذا صورت مسؤلہ میں اگر بیٹے نے اس جائیداد پر اپنے والد کی زندگی میں ہی قبضہ کرلیا تھا تو یہ ہبہ درست ہوگیا اور یہ جائیداد اب والد کی ملکیت سے نکل کر بیٹے کی ملکیت میں داخل ہوگئی۔ اس لئے دیگر ورثا کا اس جائیداد سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی یہ والد کے ترکہ میں شمار ہوگی۔

واضح رہے کہ محض کاغذات کسی کے نام بنوادینے سے ہبہ کامل نہیں ہوتا، بلکہ زبانی یا تحریری طور پر ہبہ کی تصریح کرنے کے ساتھ ساتھ جسے ہبہ کیا گیا ہو، اس کو قبضہ دینا اور اس شخص کا قبضہ کرنا بھی ضروری ہوتا ہے، تب ہی ہبہ تام اور مکمل ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد:۴۳ ۱۲ تا ۱۸ رشعبان المعظم ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۳ تا ۲۹ رفروری ۲۰۲۴ء شمارہ:۸

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

مسجد اقصیٰ کی حرمت اور علماء کرام کی ذمہ داری	۵	محمد اعجاز مصطفی
شبِ برأت.... حقیقت اور فضیلت	۷	حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
اسمارٹ فون.... دورِ حاضر کا عظیم فتنہ(۳)	۱۲	حضرت فیروز عبداللہ میمن مدظلہ
حضرت طلحہ بن عبیداللہ تیمی رضی اللہ عنہ	۱۵	ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشاؒ
حضرت مولانا کریم بخش علی پوریؒ(۲)	۱۹	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
بابری مسجد.... تاریخی پس منظر(۲)	۲۲	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
مجاہد ختم نبوت علامہ ممتاز اعوانؒ	۲۵	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مکران ڈویژن میں تبلیغی سرگرمیاں	۲۷	رپورٹ: مولانا شاکر اللہ خیسوری

زرِتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا:۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا:۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک:۷۰ ڈالر
فی شمارہ:۲۵ روپے، ششماہی:۶۰۰ روپے، سالانہ:۱۲۰۰ روپے

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون:۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری **مطبع:** القادر پرنٹنگ پریس **طابع:** سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۷۰ فصل:.... ۱۰ ہجری کے سرایا

۱:... بقول بعض اسی سال حضرت ابوموسیٰ اور معاذ رضی اللہ عنہما کو یمن بھیجا گیا، جیسا کہ ابھی گزرا۔

۲:... سریہ خالد بن ولیدؓ:... اسی سال ربیع الاوّل میں، اور بقول بعض ربیع الآخر میں، اور بقولِ بعض جمادی الاولیٰ میں، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا سریہ بنوعبدمدان (بفتح میم بروزن سحاب) کی جانب روانہ فرمایا، یہ قبیلہ بنوحارث بن کعب کی ایک شاخ تھا جو یمن میں آباد تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں کو دعوتِ اسلام دینے کی خاطر روانہ فرمایا اور ان سے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ اسلام کی دعوت کو قبول کرلیں تو ان کا اسلام قبول کر کے انہیں امن دیں، اور اگر قبولِ دعوت سے انکار کریں تو ان سے قتال کریں۔ چنانچہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو اِسلام کی دعوت دی، تو انہوں نے اس دعوت پر لبیک کہی اور اِسلام لے آئے، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان کے اسلام قبول کرتے ہوئے انہیں امن دیا۔

۳:... سریہ مقداد بن اَسودؓ:... اسی سال حضرت مقداد بن اَسود رضی اللہ عنہ کا سریہ عرب کے کچھ لوگوں کی جانب روانہ فرمایا، حضرت مقداد رضی اللہ عنہ جب ان کے قریب پہنچے تو وہ بھاگ کر منتشر ہوگئے، اور ایک آدمی باقی رہ گیا، جس کے پاس بہت سا مال تھا، اس نے ''لا الٰہ اِلَّا اللہ'' پڑھا اور مسلمانوں کو ''السلام علیکم'' کہا، حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے یہ سمجھتے ہوئے کہ مجبوری کا اسلام صحیح اور مقبول نہیں، اسے قتل کرڈالا، واپسی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اِطلاع کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کو بلاکر بہت ہی عتاب فرمایا اور اِرشاد فرمایا: ''یَا مِقْدَادُ! قَتَلْتَ رَجُلًا یَقُوْلُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ، کَیْفَ تَصْنَعُ بِلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ؟'' ترجمہ:... ''مقداد! تونے ایک ایسے شخص کو جو ''لا الٰہ اِلَّا اللہ'' کہتا تھا قتل کردیا، تو (قیامت کے دن) ''لا الٰہ اِلَّا اللہ'' سے کیسے عہدہ برآ ہوگا؟''

کہا گیا ہے کہ ارشادِ خداوندی: ''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ فَتَبَیَّنُوْا'' الآیۃ (النساء:۹۴) اسی قصے میں نازل ہوئی، اور بعض کا کہنا ہے کہ یہ آیت محلّم بن جثامہ کے قصے میں نازل ہوئی، ان کا قصہ تیسرے باب میں ۸ھ کے حوادث کے ذیل میں آئے گا۔

۴:... سریہ علی بن ابی طالبؓ:... اسی سال رمضان میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا سریہ دوبارہ یمن بھیجا گیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تین سو سواروں کی معیت میں روانہ فرمایا، یہ حضرات وہاں پہنچے تو انہیں اسلام کی دعوت دی، مگر انہوں نے قبول نہیں کی، اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کیا، ان کے بیس آدمی قتل ہوئے اور باقی شکست کھا کر منتشر ہوگئے، اور ان سے بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں دوبارہ دعوت دی تو انہوں نے فوراً قبول کرلی، اس پر آپؓ نے ان سے ہاتھ روک لیا، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں رہ کر انہیں قرآنِ کریم پڑھاتے اور اَحکامِ اسلام سکھاتے رہے، یہاں تک کہ واپس آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حجۃ الوداع میں ملے۔

۵:... سریہ بنوعبس:... اسی سال بنوعبس کے ۹ اَفراد کا ایک سریہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے ایک قافلے سے تعرض کے لئے روانہ فرمایا۔

۶:... سریہ رعیہ سحیمیؓ:... اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ رعیہ سحیمی کی جانب، ان کے اسلام لانے سے قبل روانہ فرمایا، یہ حضرات رعیہ کے پاس پہنچے تو اس کے مال مویشی، ساز وسامان اور اہل وعیال سب کچھ پکڑلائے اور ایک چیز بھی نہ چھوڑی، بعدازاں رعیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے جبکہ ان کا سارا مال تقسیم کیا جاچکا تھا، بہرحال یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر اِسلام اور بیعت سے مشرف ہوئے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اہل وعیال اور مال ومنال ان کو واپس کردیئے۔

رعیہ:... راء کے کسرہ، عین کے سکون، یاء کے فتحہ اور تائے تانیث کے ساتھ، اور طبری نے اس کو بصیغۂ تصغیر (رُعیبہ) ضبط کیا ہے۔ سُحَیْمی:... سین اور حائے مہملہ کے ساتھ، بصیغۂ تصغیر۔

۷:... سریہ ابواُمامہ باہلیؓ:... اسی سال حضرت ابواُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ کا سریہ بھیجا گیا، ان کا اسم گرامی صدیؓ (صاد مہملہ کے ضمہ، دال کے فتحہ اور یاء کی تشدید کے ساتھ) بن عجلان ہے۔ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قوم بنو باہلہ کی جانب دعوتِ اسلام پیش کرنے کے لئے روانہ فرمایا، چنانچہ یہ اپنی قوم کے پاس گئے، انہیں اسلام کی دعوت دی، اور انہوں نے آپ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے اسلام قبول کرلیا۔ (جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

مسجدِ اقصیٰ کی حرمت

اور علمائے کرام کی ذمہ داری

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

فلسطین خصوصاً اہل غزہ پر اسرائیلی جارحیت اور ان کی نسل کشی کو آج ان سطروں کی تحریر کے وقت تک ایک سو بیس دن یعنی چار ماہ مکمل ہو چکے ہیں۔ اور اسرائیل مسلسل ان پر وحشیانہ بمباری کر رہا ہے۔ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جس میں ڈیڑھ سو سے دو سو تک روزانہ اہل غزہ شہید نہ کیے جا رہے ہوں۔ حد تو یہ ہے کہ اقوام متحدہ کی سب سے اعلیٰ عدالت (جسے عالمی عدالت انصاف کہا جاتا ہے) کے سترہ ججوں میں سے پندرہ ججوں کی اکثریت نے اسرائیل کو حکم دیا ہے کہ وہ غزہ میں نسل کشی روکے، غزہ میں انسانی امداد پہنچانے کی اجازت دی جائے۔ عدالت نے جنوبی افریقا کی درخواست پر سماعت کرتے ہوئے کہا کہ غزہ میں انسانی المیہ جنم لے رہا ہے۔ یہ مقدمہ خارج نہیں کریں گے۔ لیکن اسرائیل کی ہٹ دھرمی دیکھیے کہ وہ آج بھی کہہ رہا ہے کہ نسل کشی کے الزامات جھوٹے اور اشتعال انگیز ہیں۔ نعوذ باللّٰہ من ذالک!

ان حالات میں مسلم حکمرانوں اور خصوصاً عوام الناس کو کیا کرنا چاہیے، اس کے لیے کراچی کی حد تک اہل سنت کے تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام، مشائخ عظام، خطبا اور واعظین حضرات کا ایک عظیم الشان اجتماع منعقد کیا گیا۔ کراچی کے علماء اور زعماء کا یہ متحدہ اجتماع مسجد اقصیٰ کی حرمت، فلسطین کے حقوق اور علماء کرام کی ذمہ داری کے موضوع پر مورخہ ۳؍رجب المرجب ۱۴۴۵ ہجری، مطابق ۱۵؍جنوری ۲۰۲۴ء بروز دوشنبہ کراچی کے ہوٹل ریجنٹ پلازا میں منعقد ہوا، جس میں کراچی کے مختلف مکاتب فکر کے نمائندہ علماء اور دانشوروں نے اپنی باوقار تقریروں میں مسجد اقصیٰ کی آزادی اور فلسطینی بھائیوں کے ساتھ مکمل یکجہتی کا اظہار کیا اور آخر میں درج ذیل اعلامیہ متفقہ طور پر جاری کیا گیا:

۱:...اسرائیل اپنے ناجائز قیام کے وقت سے فلسطین کے باشندوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رہا ہے اور آج اس وحشیانہ ظلم و ستم اور اس کے خلاف مجاہدین حماس کی سرفروشانہ مزاحمت کو پورے سو دن ہو چکے ہیں۔ اس دوران اسرائیل نے غزہ میں تاریخ کے بدترین قتل عام کا ارتکاب کرتے ہوئے تیس ہزار سے زیادہ بے گناہ شہریوں کو انسانیت سوز ظلم کا نشانہ بنا کر شہید کیا ہے، جن میں ستر فیصد عورتیں اور بچے شامل ہیں۔ اس کے علاوہ ۱۴۲ مسجدوں، تین کلیساؤں اور غزہ کے بیشتر ہسپتالوں کو براہِ راست نشانہ بنایا ہے، جس میں سینکڑوں نومولود بچوں کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا ہے، یہاں تک کہ ۱۱۷ صحافیوں اور ۴۵ شہری دفاع کے کارکنوں کو بھی نہیں بخشا گیا۔ ۶۹۲۰۰ عمارتوں کو مکمل طور پر اور ۲۹۰۰۰۰ عمارتوں کو جزوی طور پر تباہ کر دیا ہے۔

۲:... پورا فلسطین وہاں کے اصل باشندوں کا ہے اور ان کو بے گھر کر کے مختلف ممالک سے صہیونیوں کی جو بستیاں قائم کی گئی ہیں، وہ سراسر ظلم اور ناانصافی پر مبنی ہیں اور اہلِ فلسطین کو اس جارحیت کے خلاف ہر طرح کی جدوجہد کا پورا حق حاصل ہے، لیکن مسجد اقصیٰ جو ہمارا قبلۂ اول اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفر معراج کی مقدس جگہ ہے، وہ پوری امت مسلمہ کی امانت ہے، جسے اسرائیل سے آزاد کرانا پوری امت کی ذمہ داری ہے۔

۳:... حماس کی موجودہ جنگ خالص اسلام کی بنیاد پر ایک عظیم الشان دفاعی جہاد ہے، جس کا اعلان حماس کے جانباز اور سرفروش مجاہدوں نے بار بار کیا ہے اور اس کا مقصد مسلمانوں کے قبلۂ اول اور خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقامِ معراج کو صہیونی تسلط سے آزاد کرانا ہے۔ مغربی طاقتوں، بالخصوص امریکا کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ مجاہدین جو کسی کافرانہ طاقت سے آزادی کی جدوجہد کرتے ہیں، انہیں ''دہشت گرد'' قرار دے کر بدنام کیا جاتا ہے۔ حماس کو بھی یہ لقب دیا گیا ہے، حالانکہ وہ کثرت رائے سے منتخب سیاسی قوت ہے، جو اپنی سرزمین کو اسرائیل کے تسلط سے آزاد کرانے کے لئے سالہا سال سے جدوجہد کر رہی ہے، جسے اس کا پورا حق حاصل ہے۔

۴:... اسرائیل کے ساتھ یہ پہلی جنگ ہے جس میں مجاہدین نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسرائیل کے دبدبے کو خاک میں ملا کر رکھ دیا ہے اور فضائی طاقت کے فقدان کے باوجود اسے بھاری جانی اور مالی نقصان پہنچایا ہے۔ گزشتہ سو دنوں کے دوران کسی بھی مرحلے پر اسرائیل ان پر تسلط حاصل نہیں کر سکا، بلکہ کئی مقامات پر اس نے پسپائی کی ذلت اٹھائی ہے۔

۵:... علماء کرام کا یہ اجتماع شریعت کا حکم واضح کرنا چاہتا ہے کہ جب مسلمانوں کی زمین پر کوئی حملہ یا غاصبانہ تصرف کرے تو اس جگہ کے مسلمانوں پر پہلے جہاد فرض ہو جاتا ہے اور اگر وہ جہاد کے لئے کافی نہ ہوں تو اس کے قریب لوگوں پر درجہ بدرجہ جہاد فرض ہوتا رہتا ہے، یہاں تک کہ دشمن کے ظلم کا خاتمہ ہو جائے، اس کے علاوہ مسجد اقصیٰ کو ظالموں کے تسلط سے آزاد کرانے کی ہر ممکن کوشش امتِ مسلمہ پر فرض ہے۔

۶:... یہ اجتماع اس بات کو شدت سے محسوس کرتا ہے کہ یہ تاریخ کی ایسی فیصلہ کن گھڑی ہے جس کا تقاضا یہ تھا کہ پورا عالم اسلام جو انڈونیشیا سے مراکش تک پھیلا ہوا ہے اور قدرتی اور تزویراتی وسائل سے مالا مال ہے، اس وقت ایک مضبوط اور مشترک دفاعی موقف اختیار کرتا اور اس بات کا ثبوت دیتا کہ تمام مسلمان چاہے کسی بھی ملک میں آباد ہوں، ایک جسم کی حیثیت رکھتے ہیں، افسوس ہے کہ حکومت کی سطح پر عالم اسلام اس حقیقت کا عملی ادراک نہیں کر رہا ہے کہ اسرائیل کے اعلان کردہ عزائم پورے شرق اوسط کو نگلنے پر مشتمل ہیں اور اس موقع کی نزاکت کا احساس کر کے فلسطین کا ساتھ نہ دینا عالم اسلام کے مستقبل کے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے کہ:

''وَمَا لَكُمْ لَاتُقَاتِلُونَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا الَّذِيْنَ آمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيْفًا'' (النساء:۷۵،۷۶)

ترجمہ: ''اور تمہارے پاس کیا جواز ہے کہ اللہ کے راستے میں اور ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو یہ دعا کر رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں اس بستی سے نکال لائے جس کے باشندے ظلم توڑ رہے ہیں اور ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی حامی پیدا کر دیجئے اور ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی مددگار کھڑا کر دیجئے، جو لوگ ایمان لائے ہوئے ہیں وہ اللہ کے راستے میں لڑتے ہیں اور جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے وہ طاغوت کے راستے میں لڑتے ہیں، لہٰذا تم شیطان کے دوستوں سے لڑو، شیطان کی چالیں

درحقیقت کمزور ہیں۔‘‘

۷:... حکومت پاکستان نے غزہ کے لئے جو امدادی جہاز بھیجے ہیں وہ قابل تعریف ہیں، لیکن ہم حکومت سے یہ بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ عام مسلمانوں کے لئے بھی اپنے بھائیوں کو امداد پہنچانے کے لئے سہولتیں فراہم کریں۔

۸:... ہم مسلمانوں اور تمام انصاف پسند انسانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اسرائیلی جارحیت کے خلاف اپنے پُرامن مظاہرے دنیا بھر میں جاری رکھیں اور دنیا کو اسرائیل کی وحشیانہ کارروائیوں سے باخبر کرکے اس کی غیر انسانی سرشت کو آشکار کریں۔

۹:... ہم مسلمانوں اور تمام انصاف پسند انسانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ ان میں سے جن کے سفارتی تعلقات اسرائیل سے قائم ہیں، وہ اسرائیل سے اپنے سفارتی اور تجارتی تعلقات ختم کریں اور ان کی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کریں۔

۱۰:... ہم مساجد کے ائمہ اور خطبا سے یہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ عام مسلمانوں کے ذہن میں مسجد اقصیٰ کے فضائل اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی فتح بیت المقدس اور سلطان صلاح الدین ایوبی کی فتوحات بیان کریں اور مسجد اقصیٰ کو آزاد کرانے کے فریضے سے عوام کو روشناس کرائیں۔ فلسطین کے مسئلے کو زندہ رکھنے اور اس کے بارے میں عوامی آگاہی پیدا کرنے کے لئے اپنے جمعہ کے خطبوں میں مسئلے کی اہمیت واضح کریں اور اسرائیلی مصنوعات اور ایسی غیر ملکی مصنوعات کا ممکن حد تک مکمل بائیکاٹ کرنے پر زور دیں، جن کا فائدہ بلاواسطہ یا بالواسطہ اسرائیل کو پہنچتا ہو۔

۱۱:... ائمہ اور خطبا سے یہ بھی درخواست ہے کہ غزہ کے مصیبت زدہ باشندوں اور مجاہدین کو زیادہ سے زیادہ مالی امداد پہنچانے کی جو کوششیں مختلف بااعتماد اداروں کی طرف سے ہو رہی ہیں، ان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور اس کو ایک دینی فریضے کے طور پر انجام دینے کے لئے ایسی مہم چلائیں کہ ساری عوام اس میں شریک ہوں۔‘‘

اللہ تبارک وتعالیٰ اہل غزہ کی ان مشکلات کو دور فرمائے۔ تمام مسلمانوں کو اتحاد واتفاق نصیب فرمائے۔ ملک، قوم اور ملت کے لئے ہم سب کو اپنی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنے اور انہیں بروئے کار لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سیّد المرسلین۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا ومولنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

شبِ برأت...... حقیقت اور فضیلت

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

شبِ برأت کی حقیقت اور فضیلت کا ثبوت:

شعبان کا مہینہ شروع ہو چکا ہے، اس ماہ میں ایک مبارک رات آنے والی ہے جس کا نام ’’شب برأت ہے، چونکہ اس رات کے بارے میں بعض حضرات کا خیال یہ ہے کہ اس رات کی کوئی فضیلت قرآن وحدیث سے ثابت نہیں، اور اس رات میں جاگنا، اور اس رات میں عبادت کو خصوصی طور پر باعث اجر وثواب سمجھنا بے بنیاد ہے، بلکہ بعض حضرات نے اس رات میں عبادت کو بدعت سے بھی تعبیر کیا ہے، اس لیے لوگوں کے ذہنوں میں اس رات کے بارے میں مختلف سوالات پیدا ہو رہے ہیں، اس لیے اس کے بارے میں کچھ عرض کردینا مناسب معلوم ہوا۔

اس سلسلے میں مختصراً گزارش یہ ہے کہ میں آپ حضرات سے بار بار یہ بات عرض کر چکا ہوں کہ جس چیز کا ثبوت قرآن میں، یا سنت میں، یا صحابہ کرام کے آثار میں، تابعین بزرگان دین کے عمل میں نہ ہو، اس کو دین کا حصہ سمجھنا بدعت ہے، اور میں ہمیشہ یہ بھی کہتا رہا ہوں کہ اپنی طرف سے ایک راستہ گھڑ کر اس پر چلنے کا نام دین نہیں ہے، بلکہ دین اتباع کا نام ہے، کس کی اتباع؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع، آپ کے صحابہ کرامؓ کی اتباع، تابعین اور بزرگان دین کی اتباع، اب اگر واقعتاً یہ بات درست ہو کہ اس رات کی کوئی فضیلت ثابت نہیں، تو بیشک اس رات کو کوئی خصوصی اہمیت دینا بدعت ہوگا، جیسا کہ شب معراج کے بارے میں عرض کر چکا ہوں کہ شب معراج میں کسی خاص عبادت کا ذکر قرآن وسنت میں موجود نہیں ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ شب برأت (پندرہ شعبان) کے بارے میں یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ اس کی کوئی فضیلت حدیث سے ثابت نہیں، حقیقت یہ ہے کہ دس صحابہ کرامؓ سے احادیث مروی ہیں، جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس رات کی فضیلت بیان فرمائی، ان میں سے بعض احادیث سند کے اعتبار سے بے شک کچھ کمزور ہیں، اور ان احادیث کے کمزور ہونے کی وجہ سے بعض علماء نے یہ کہہ دیا کہ اس رات کی فضیلت بے اصل ہے، لیکن حضرات محدثین اور فقہاء کا یہ فیصلہ ہے کہ اگر ایک روایت سند کے اعتبار سے کمزور ہو، لیکن اس کی تائید بہت سی احادیث سے ہو جائے تو اس کی کمزوری دور ہو جاتی ہے، اور جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ دس صحابہ کرامؓ سے اس کی فضیلت میں روایات موجود ہیں، لہٰذا جس رات کی فضیلت میں دس صحابہ کرامؓ سے روایات مروی ہوں، اس کو بے بنیاد اور بے اصل کہنا بالکل غلط ہے، چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ اتنے انسانوں کی مغفرت فرماتے ہیں جتنے قبیلہ کلب کی بکریوں کے جسم پر بال ہیں۔

امت مسلمہ کے جو خیر القرون ہیں، یعنی صحابہ کرامؓ کا دور، تابعینؒ کا دور، تبع تابعینؒ کا دور، اس میں بھی اس رات کی فضیلت سے فائد اٹھانے کا اہتمام کیا جاتا رہا ہے، لوگ اس رات کے اندر عبادت کا خصوصی اہتمام کرتے رہے ہیں، لہٰذا اس کو بدعت کہنا، یا بے بنیاد اور بے اصل کہنا درست نہیں، صحیح بات یہی ہے کہ یہ فضیلت والی رات ہے، اس رات میں جاگنا، اس میں عبادت کرنا باعث اجر وثواب ہے اور اس کی خصوصی اہمیت ہے۔

شبِ برأت کی خاص عبادت کیا ہے؟

البتہ یہ بات درست ہے کہ اس رات میں عبادت کا کوئی خاص طریقہ مقرر نہیں کہ فلاں فلاں طریقہ سے عبادت کی جائے، جیسے بعض لوگوں نے اپنی طرف سے ایک طریقہ گھڑ کر یہ کہہ دیا کہ شب برأت میں اس خاص طریقے سے نماز پڑھی جاتی ہے، مثلاً پہلی رکعت میں فلاں سورت اتنی مرتبہ پڑھی جائے، دوسری رکعت میں فلاں سورت اتنی مرتبہ پڑھی جائے، وغیرہ وغیرہ اس کا کوئی ثبوت نہیں، یہ بالکل بے بنیاد بات ہے، بلکہ نفلی عبادت جس قدر ہو سکے، وہ اس رات میں انجام دی جائے، نفلی نماز پڑھیں، قرآن کریم کی

تلاوت کریں، ذکر کریں، تسبیح پڑھیں، دعائیں کریں، یہ ساری عبادتیں اس رات میں کی جاسکتی ہیں، لیکن کوئی خاص طریقہ ثابت نہیں۔

شبِ برأت میں قبرستان جانا:

اس رات میں ایک اور عمل ہے، جو ایک روایت سے ثابت ہے وہ یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت البقیع میں تشریف لے گئے، اب چونکہ حضور اس رات میں جنت البقیع تشریف لے گئے تھے، اس لئے مسلمان اس بات کا اہتمام کرنے لگے کہ شب برأت میں قبرستان جائیں، لیکن میرے والد ماجد حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ ایک بڑی کام کی بات بیان فرمایا کرتے تھے، ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے، فرماتے تھے کہ جو چیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جس درجے میں ثابت ہو، اسی درجہ میں اسے رکھنا چاہئے، اس سے آگے نہیں بڑھانا چاہئے، لہٰذا ساری حیات طیبہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک مرتبہ جنت البقیع جانا مروی ہے، کہ آپ شب برأت میں جنت البقیع تشریف لے گئے، چونکہ ایک مرتبہ جانا مروی ہے، اس لئے تم بھی اگر زندگی میں ایک مرتبہ چلے جاؤ تو ٹھیک ہے، لیکن ہر شب برأت میں جانے کا اہتمام کرنا، التزام کرنا، اور اس کو ضروری سمجھنا، اور اس کو شب برأت کے ارکان میں داخل کرنا، اور اس کو شب برأت کا لازمی حصہ سمجھنا، اور اس کے بغیر یہ سمجھنا کہ شب برأت نہیں ہوئی، یہ اس کو اس کے درجے سے آگے بڑھانے والی بات ہے، لہٰذا اگر کبھی کوئی شخص اس نقطہ نظر سے قبرستان چلا گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے تھے، میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں جارہا ہوں، تو ان شاء اللہ اجر و ثواب ملے گا، لیکن اس کے ساتھ یہ کرو کہ کبھی نہ بھی جاؤ، لہٰذا اہتمام اور التزام نہ کرو، پابندی نہ کرو، یہ درحقیقت دین کی سمجھ کی بات ہے، کہ جو چیز جس درجہ میں ثابت ہو اس کو اسی درجہ میں رکھو، اس سے آگے مت بڑھاؤ، اور اس کے علاوہ دوسری نفل عبادات ادا کرلو۔

شب برأت اور شبِ قدر میں صلوٰۃ التسبیح اور نفل کی جماعت:

میں نے سنا ہے کہ بعض لوگ اس رات میں اور شبِ قدر میں نفلوں کی جماعت کرتے ہیں، پہلے صرف شبینہ باجماعت ہوتا تھا، اب سنا ہے کہ صلوٰۃ التسبیح کی بھی جماعت ہونے لگی ہے، یہ صلوٰۃ التسبیح کی جماعت کسی طرح بھی ثابت نہیں، ناجائز ہے، اس قاعدہ کے بارے میں ایک اصول سن لیجئے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا کہ فرض نماز کے علاوہ اور ان نمازوں کے علاوہ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باجماعت ادا کرنا ثابت ہیں، مثلاً تراویح، کسوف اور استسقاء کی نماز، ان کے علاوہ ہر نماز کے بارے میں افضل یہ ہے کہ انسان اپنے گھر میں ادا کرے، صرف فرض نماز کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے اندر صرف افضل نہیں، بلکہ سنت موکدہ قریب بواجب ہے کہ اس کو مسجد میں جاکر جماعت سے ادا کرے، لیکن سنت اور نفل میں اصل قاعدہ یہ ہے کہ اس کو انسان اپنے گھر میں ادا کرے، لیکن جب فقہاء نے یہ دیکھا کہ لوگ گھر جاکر بعض اوقات سنتوں کو ترک کردیتے ہیں، اس لئے انہوں نے یہ بھی فرمادیا کہ اگر سنتیں چھوٹنے کا خوف ہو تو مسجد ہی میں پڑھ لیا کریں، تاکہ چھوٹ نہ جائیں، ورنہ اصل قاعدہ یہی ہے کہ گھر میں جاکر ادا کریں، اور نفل کے بارے میں تمام فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ نفل نماز میں افضل یہ ہے کہ اپنے گھر میں ادا کرے، اور نفلوں کی جماعت حنفیہ کے نزدیک مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے، یعنی اگر جماعت سے نفل پڑھ لئے تو ثواب تو کیا ملے گا، الٹا گناہ ملے گا۔

فرض نماز جماعت کے ساتھ اور نوافل تنہائی میں:

بات دراصل یہ ہے کہ فرائض دین کا شعار ہیں، دین کی علامت ہیں، لہٰذا ان کو جماعت کے ساتھ مسجد میں ادا کرنا ضروری ہے، کوئی آدمی یہ سوچے کہ اگر میں مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھوں گا تو اس میں ریاکاری کا اندیشہ ہے، اس لیے میں گھر ہی میں نماز پڑھ لوں، اس کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں، اس کو حکم یہ ہے کہ مسجد میں جاکر نماز پڑھے، اس لیے کہ اس کے ذریعہ دین اسلام کا ایک شعار ظاہر کرنا مقصود ہے، دین اسلام کی ایک شوکت کا مظاہرہ مقصود ہے، اس لیے اس کو مسجد ہی میں ادا کرو، لیکن نوافل ایک ایسی عبادت ہے جس کا تعلق بس بندہ اور اس کے پروردگار سے ہے، بس تم ہو اور تمہارا اللہ، تم ہو اور تمہارا پروردگار ہو، جیسا کہ حضرت صدیق اکبرؓ کے واقعہ میں آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تلاوت اتنی آہستہ سے کیوں کرتے ہو؟ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ:

"اسمعت من ناجیت"

یعنی جس ذات سے یہ مناجات کررہا ہوں

اس کو سنا دیا، اب دوسروں کو سنانے کی کیا ضرورت ہے؟ لہٰذا نفلی عبادت کا تو حاصل یہ ہے کہ وہ ہو اور اس کا پروردگار ہو، کوئی تیسرا شخص درمیان میں حائل نہ ہو، اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ میرا بندہ براہ راست مجھ سے تعلق قائم کرے، اس لیے نفلی عبادتوں میں جماعت اور اجتماع کو مکروہ قرار دے دیا، اور یہ حکم دے دیا کہ اکیلے آؤ، تنہائی اور خلوت میں آؤ، اور ہم سے براہ راست رابطہ قائم کرو، یہ خلوت اور تنہائی کتنا بڑا انعام ہے، ذرا غور تو کرو، بندہ کو کتنے بڑے انعام سے نوازا جا رہا ہے کہ خلوت اور تنہائی میں ہمارے پاس آؤ۔

گوشۂ تنہائی کے لمحات:

یہ فضیلت والی راتیں شور وشغب کی راتیں نہیں ہیں، میلے ٹھیلے کی راتیں نہیں، یہ اجتماع کی راتیں نہیں، بلکہ یہ راتیں اس لیے ہیں کہ گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلقات استوار کر لو، اور تمہارے اور اس کے درمیان کوئی حائل نہ ہو:

میانِ عاشق و معشوق رمزیست
کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

ہم سے اکیلے اور تنہائی میں عبادت نہیں ہوتی:

لوگ یہ عذر کرتے ہیں کہ اگر تنہائی میں عبادت کرنے بیٹھتے ہیں تو نیند آجاتی ہے، مسجد میں شبینہ اور روشنی ہوتی ہے، اور ایک جم غفیر ہوتا ہے، جس کی وجہ سے نیند پر قابو پانے میں آسانی ہو جاتی ہے، ارے! اس پر یقین کرو کہ اگر تمہیں چند لمحات گوشۂ تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کے میسر آگئے تو وہ چند لمحات اس ساری رات سے بدرجہا بہتر ہیں جو تم نے مجمع میں گزاری، اس لیے کہ تنہائی میں جو وقت گزارا وہ سنت کے مطابق گزارا، اور مجمع میں جو وقت گزارا وہ خلاف سنت گزارا، وہ رات اتنی قیمتی نہیں جتنے وہ چند لمحات قیمتی ہیں جو آپ نے اخلاص کے ساتھ ریا کے بغیر گوشۂ تنہائی میں گزارے۔ میں ہمیشہ کہتا رہا ہوں کہ اپنی عقل کے مطابق کام کرنے کا نام دین نہیں، اپنا شوق پورا کرنے کا نام دین نہیں، بلکہ ان کے کہنے پر عمل کرنے کا نام دین ہے، ان کی پیروی اور اتباع کا نام دین ہے، یہ بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گھنٹے شمار کرتے ہیں کہ تم نے مسجد میں کتنے گھنٹے گزارے؟ وہاں گھنٹے شمار نہیں کیے جاتے، وہاں تو اخلاص دیکھا جاتا ہے، اگر چند لمحات بھی اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ساتھ رابطہ میں میسر آگئے تو وہ چند لمحات ہی ان شاء اللہ بیڑا پار کردیں گے، لیکن اگر آپ نے عبادت میں کئی گھنٹے گزار دیے، مگر سنت کے خلاف گزارے تو اس کا کچھ بھی حاصل نہیں۔

عورتوں کی جماعت کا مسئلہ:

ایک مسئلہ عورتوں کی جماعت کا ہے، مسئلہ یہ ہے کہ عورتوں کی جماعت پسندیدہ نہیں ہے، چاہے وہ فرض نماز کی جماعت ہو، یا سنت کی ہو، یا نفل کی ہو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو یہ حکم فرمادیا کہ اگر تمہیں عبادت کرنی ہے تو تنہائی میں کرو، جماعت عورتوں کے لیے پسندیدہ نہیں، جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ دین اصل میں شریعت کے اتباع کا نام ہے، اب یہ مت کہو کہ ہمارا تو اس طرح عبادت کرنے کو دل چاہتا ہے، اس دل کے چاہنے کو چھوڑ دو، اس لیے کہ دل تو بہت ساری چیزوں کو چاہتا ہے، اور صرف دل چاہنے کی وجہ سے کوئی چیز دین میں داخل نہیں ہوجاتی، جس بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پسند نہیں کیا اس کو محض دل چاہنے کی وجہ سے نہ کرنا چاہیے۔

شب برأت اور حلوہ:

بہر حال یہ شب برأت الحمد للہ فضیلت کی رات ہے، اور اس رات میں جتنی عبادت کی توفیق ہو، اتنی عبادت کرنی چاہئے، باقی جو اور فضولیات اس رات میں حلوہ وغیرہ پکانے کی شروع کرلی گئی ہیں، ان کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں، اس لئے کہ شب برأت کا حلوہ سے کوئی تعلق نہیں، اصل بات یہ ہے کہ شیطان ہر جگہ اپنا حصہ لگا لیتا ہے، اس نے سوچا کہ اس شب برأت میں مسلمانوں کے گناہوں کی مغفرت کی جائے گی، چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ اتنے انسانوں کی مغفرت فرماتے ہیں جتنے قبیلہ کلب کی بکریوں کے جسم پر بال ہیں، شیطان نے سوچا کہ اگر اتنے سارے آدمیوں کی مغفرت ہو گئی، پھر تو میں لٹ گیا، اس لئے اس نے اپنا حصہ لگا دیا، چنانچہ اس نے لوگوں کو یہ سکھا دیا کہ شب برأت آئے تو حلوہ پکایا کرو، ویسے تو سارے سال کے کسی دن بھی حلوہ پکانا جائز اور حلال ہے، جس شخص کا جب دل چاہے، پکا کر کھالے لیکن شب برأت سے اس کا کیا تعلق؟ نہ قرآن میں اس کا ثبوت ہے، نہ حدیث میں اس کے بارے میں کوئی روایت، نہ صحابہؓ کے آثار، نہ تابعینؒ کے عمل میں اور بزرگان دین کے عمل میں کہیں اس کا کوئی تذکرہ نہیں، لیکن شیطان نے لوگوں کو حلوہ پکانے میں لگا دیا، چنانچہ سب لوگ پکانے اور کھانے میں لگ گئے، اب یہ حال ہے کہ عبادت کا اتنا اہتمام نہیں، جتنا اہتمام حلوہ پکانے کا ہے۔

پندرہ شعبان کا روزہ:

ایک مسئلہ شب برأت کے بعد والے دن

یعنی پندرہ شعبان کے روزے کا ہے، اس کو بھی سمجھ لینا چاہئے، وہ یہ کہ سارے ذخیرۂ حدیث میں اس روزے کے بارے میں صرف ایک روایت میں ہے کہ شب برأت کے بعد والے دن روزہ رکھو، لیکن یہ روایت ضعیف ہے، لہٰذا اس روایت کی وجہ سے خاص اس پندرہ شعبان کے روزے کو سنت یا مستحب قرار دینا بعض علماء کے نزدیک درست نہیں، البتہ پورے شعبان کے مہینے میں روزہ رکھنے کی فضیلت ثابت ہے، یعنی یکم شعبان سے ستائیس شعبان تک روزہ رکھنے کی فضیلت ثابت ہے، لیکن ۲۸، اور ۲۹، شعبان کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے کہ رمضان سے ایک دو روز پہلے روزہ مت رکھو، تاکہ رمضان کے روزوں کے لئے انسان نشاط کے ساتھ تیار رہے، لیکن یکم شعبان سے ۲۷ شعبان تک ہر دن روزہ رکھنے میں فضیلت ہے، دوسرے یہ کہ پندرہ تاریخ ایام بیض میں سے بھی ہے، اور حضور اقدس اکثر ہر ماہ کے ایام بیض میں تین دن روزہ رکھا کرتے تھے، یعنی ۱۳، ۱۴، ۱۵؍تاریخ کو، لہٰذا اگر کوئی شخص ان دو وجہ سے ۱۵ تاریخ کا روزہ رکھے، ایک اس وجہ سے کہ یہ شعبان کا دن ہے، دوسرے اس وجہ سے کہ یہ ۱۵ تاریخ ایام بیض میں داخل ہے، اگر اس نیت سے روزہ رکھ لے تو ان شاء اللہ موجب اجر ہوگا، لیکن خاص پندرہ تاریخ کی خصوصیت کے لحاظ سے اس روزے کو سنت قرار دینا بعض علماء کے نزدیک درست نہیں، اسی وجہ سے اکثر فقہاء کرام نے جہاں مستحب روزوں کا ذکر کیا ہے وہاں محرم کی دس تاریخ کے روزے کا ذکر کیا ہے، یوم عرفہ کے روزے کا ذکر کیا ہے، لیکن پندرہ شعبان کے روزے کا علیحدہ سے ذکر نہیں کیا، بلکہ یہ فرمایا ہے کہ شعبان کے کسی بھی دن میں روزہ رکھنا افضل ہے، بہر حال اگر اس نقطہ نظر سے کوئی شخص روزہ رکھ لے تو انشاء اللہ اس پر ثواب ہوگا، باقی کسی دن کی کوئی خصوصیت نہیں، جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ ہر معاملے کو اس کی حد کے اندر رکھنا ضروری ہے، ہر چیز کو اس کے درجہ کے مطابق رکھنا ضروری ہے، دین اصل میں حدود کی حفاظت ہی کا نام ہے، اپنی طرف سے عقل لڑا کر آگے پیچھے کرنے کا نام دین نہیں، لہٰذا اگر ان حدود کی رعایت کرتے ہوئے کوئی شخص روزہ رکھے تو بہت اچھی بات ہے، ان شاء اللہ اس پر اجر وثواب ملے گا، لیکن اس روزے کو باقاعدہ سنت قرار دینے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

رمضان کے لیے پاک صاف ہو جاؤ:

بہر حال حقیقت یہ ہے کہ اس رات کی فضیلت کو بے اصل کہنا غلط ہے، اور مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ شب برأت رمضان المبارک سے دو ہفتے پہلے رکھی ہے، یہ درحقیقت رمضان المبارک کا استقبال ہے، رمضان کی ریہرسل ہو رہی ہے، رمضان کی تیاری کرائی جا رہی ہے کہ تیار ہو جاؤ، اب وہ مقدس مہینہ آنے والا ہے، جس میں ہماری رحمتوں کی بارش برسنے والی ہے، جس میں ہم مغفرت کے دروازے کھولنے والے ہیں، اس کے لیے ذرا تیار ہو جاؤ، دیکھیے جب آدمی کسی بڑے دربار میں جاتا ہے تو جانے سے پہلے اپنے آپ کو پاک صاف کرتا ہے، نہاتا دھوتا ہے، کپڑے وغیرہ بدلتا ہے، لہٰذا جب اللہ تعالیٰ کا عظیم دربار رمضان کی صورت میں کھلنے والا ہے تو اس دربار میں حاضری سے پہلے ایک رات دے دی، اور یہ فرمایا کہ آؤ، ہم تمہیں اس رات کے اندر نہلا دھلا کر پاک صاف کر دیں، گناہوں سے پاک صاف کر دیں، تاکہ ہمارے ساتھ تمہارا تعلق صحیح معنی میں قائم ہو جائے، اور جب یہ تعلق قائم ہوگا اور تمہارے گناہ دھلیں گے تو اس کے بعد تم رمضان المبارک کی رحمتوں سے صحیح معنی میں فیض یاب ہو جاؤ گے، اس غرض کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ رات عطا فرمائی، اس کی قدر پہچاننی چاہیے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس مبارک رات کی قدر کرنے اور اس رات میں عبادت کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔☆☆

ختم نبوت کانفرنس، روہڑی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے زیر انتظام ۶؍جنوری ۲۰۲۴ء بروز ہفتہ کندھرانا کہ روہڑی مین روڈ پر عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس زیر صدارت حاجی مہر دین کپڑ مہتمم مدرسہ مدینۃ العلوم روہڑی زیر نگرانی مبلغ سکھر مولانا محمد حسین ناصر منعقد ہوئی۔ بعد نماز مغرب کانفرنس کا آغاز قاری غلام قادر منگریو کی تلاوت سے ہوا، ہدیہ نعت محترم جناب علی جان کھوسو نے پیش کیا۔ علماء کرام مولانا اسد اللہ کھوڑو، مولانا رحیم بخش سومرو، مولانا محمد حسین ناصر، مولانا قاضی احسان احمد اور مولانا خواجہ عزیز احمد صاحب نے اپنے بیانات میں حیات عیسیٰ علیہ السلام، ظہور مہدی علیہ الرضوان پر تفصیل سے گفتگو فرمائی۔ مرکزی مبلغ حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ نے شرکاء ختم نبوت کانفرنس سے ختم نبوت کا کام کرنے، مسلمانوں کو قادیانیوں کی سرگرمیوں سے آگاہ کرنے اور قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کا وعدہ لیا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا احمد اللہ کپڑ اور مفتی عبدالجبار مہر نے انجام دیئے۔ کانفرنس کو کامیاب کرنے کے لئے مدرسہ مدینۃ العلوم کے اساتذہ کرام وطلبا اور حاجی مہر دین کپڑ، مولانا احمد اللہ کپڑ، مفتی عبدالجبار مہر و دیگر حضرات نے بھرپور محنت کی۔ اللہ پاک تمام حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

دورِ حاضر کا عظیم فتنہ

اسمارٹ فون

قسط:۳

از افادات:..... حضرت فیروز عبداللہ میمن مدظلہ

اسمارٹ فون: اس زمانے کا دجالی فتنہ

تمام گناہ ایک آلے میں جمع:

آج اس اسمارٹ فون نے ہمیں اللہ تعالیٰ سے غافل کیا ہوا ہے۔ یہ ایسا فتنہ ہے کہ اس نے اپنے اندر تمام گناہوں کو سمیٹ لیا ہے جیسا کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ نے مثال دی کہ ایک آدمی نے کئی گناہ کئے، فلم دیکھنے گیا، پھر وہاں سے کسی کلب گیا، پھر لڑکی سے ملنے اس کے کالج کے پاس کھڑا رہا، ویڈیو شاپ پر گیا، یہ سارے کام ایک وقت میں کیسے ہوسکتے ہیں؟ پھر مختلف ملکوں میں بے حیائی کی جگہیں ہیں، اس موبائل نے تمام گناہوں کو اپنے اندر سمیٹ لیا ہے، جیسے ٹی وی اور نیٹ وغیرہ سینکڑوں گناہوں کی جڑ ہے، اب یہ سارے گناہ ایک چھوٹے سے آلہ میں جمع ہوگئے ہیں۔ پہلے ایک وقت میں ایک گناہ کیا جاتا تھا، اب بیٹھے بیٹھے بیک وقت کئی گناہوں میں باآسانی مبتلا ہوجاتا ہے، اِدھر سے اُدھر پلک جھپکنے میں گناہ ہی گناہ، کبھی لندن کی بدمعاشی دیکھ رہا ہوگا، کبھی یورپ کی بدمعاشیاں دیکھ رہا ہوگا، آدھی رات کو تہجد کے وقت ایسے کام کررہا ہے، حالانکہ اس وقت عبادت کا کتنا ثواب ہے اور یہ گناہِ کبیرہ میں ڈوبا ہوا ہے۔

اس زمانے کا دجال:

دجالِ اکبر تو آخر زمانے میں ضرور آئے گا لیکن اس سے پہلے چھوٹے چھوٹے دجالی فتنے آتے رہیں گے، بہت سے علماء فرمارہے ہیں کہ موبائل اس زمانے کا دجال ہے جس نے بہت بڑا فتنہ برپا کردیا ہے۔ اس نے عوام اور خواص سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، الاّ ماشاء اللہ! جیسے دجال کا فتنہ ہر جگہ پہنچے گا اسی طرح موبائل کا فتنہ بھی ہر جگہ پہنچ گیا، یہاں تک کہ پہاڑ کی چوٹیوں اور دشت وبیابان اور جنگلوں کو بھی نہیں چھوڑا۔ اکثر سفر کرتے ہوئے دوردراز کے علاقوں تک میں یہ حال اور یہ جال نظر آتا ہے بلکہ وہاں لوگ اور زیادہ مبتلا ہیں کیونکہ زیادہ کام کاج تو ہوتا نہیں، پورے دن ٹی وی، موبائل کی گندگی دیکھنے میں گزارتے ہیں۔

انٹرنیٹ... گناہوں کا جال:

بعض لوگ دینی جذبے سے اور دین کی اشاعت کی غرض سے نیٹ یا بڑا موبائل لیتے ہیں، اور اپنے نفس پر بھروسہ کرلیتے ہیں حالانکہ نفس تو امارہ بالسوء ہے، کثرت سے برائی کا حکم کرنے والا ہے۔ سمجھتے ہیں کہ ہم ہرن کا شکار کرلیں گے (یعنی دین کی خدمت کریں گے) لیکن گناہوں کی جھاڑیوں سے جنگلی سُور (یعنی گندی فلمیں) ان کو دبوچ لیتا ہے۔ پھر روتے ہیں کہ اے اللہ! میں تو چلا تھا آپ کو پانے کے لئے، مجھے تو گناہوں کے جنگلی سُور نے دبوچ لیا اور میں جال میں پھنس گیا۔ www کا مطلب ہی ہے world wide web یعنی ’’پوری دنیا کو گھیرنے والا مکڑی کا جال‘‘۔ اس طرح Internet کا مطلب ہے ’’آپس میں ملانے والا جال‘‘۔ کفار کی ان سازشوں کے باوجود ہم ان جالوں میں پھنستے ہیں۔ ہم جتنا فضول پیسہ ان چیزوں میں خرچ کرتے ہیں، ان کا ایک حصہ کفریہ طاقتوں کو بھی ملتا ہے، خصوصاً گندی فلموں اور گندی سائٹ کا، پھر اسی رقم کو مسلمانوں پر ظلم وستم کرنے میں استعمال کیا جاتا ہے۔

کفار و فساق ہمارے آئیڈیل:

میڈیا نے کرکٹرز، فلم اسٹارز کو اتنا اُبھارا، سائن بورڈ پر ان کی بڑی بڑی تصویریں، سڑک کنارے اور چورنگیوں پر ان کے مجسمے لگائے کہ آج کا نوجوان یہی سمجھتا ہے کہ یہی لوگ کامیاب ہیں، انہی کو اپنا آئیڈیل سمجھتا ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابۂ کرامؓ اور نیک لوگوں سے اتنی محبت نہیں جتنی ان کفار سے ہے، اپنا حلیہ بھی ان جیسا بناتے ہیں سنت جیسا نہیں بناتے۔ لگتا ہے مدینے والے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارا کوئی تعلق اور رشتہ ہی نہیں ہے۔

کفار کی مشابہت:

فلموں اور ڈراموں میں یہود ونصاریٰ اور ہندوؤں کا کلچر، ثقافت،

لباس، عادات واطوار دیکھ کرلڑکے اورلڑکیاں ہر بات میں ان کی مشابہت کرتے ہیں جس پر شدید وعیداحادیث میں وارد ہے:

(مَنۡ تَشَبَّہَ بِقَوۡمٍ فَھُوَ مِنۡھُمۡ)

(مشکوٰۃ المصابیح :(قدیمی) ؛ کتاب اللباس ؛ ص ۳۷۵)

ترجمہ: سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا جوشخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا اس کا شمار اسی قوم میں ہوگا۔یعنی جس نے کفار (یا کسی قوم) کی کسی مخصوص شئے کو اختیار کیا تو اس کا شمار انہیں میں ہوگا،جس درجہ کی وہ شئے ہے اسی درجہ کی معصیت ہوگی۔ جو کفار کی مشابہت اختیار کرے گا تو حکیم الامتؒ فرماتے ہیں کہ یہ علامت ہے کفر اور کفار کی عظمت کی کیونکہ بغیر اعتقادِ عظمت کے تشبہ نہیں ہوسکتا اور کفار کی عظمت کا اعتقاد حرام ہے۔(حیاۃ المسلمین: روح بست و پنجم) اور ملّا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ جس کسی نے مثلاً لباس وغیرہ میں کفار کے ساتھ یا فساق و فجار کے ساتھ یا اہلِ تصوف وصلحاء کے ساتھ مشابہت اختیار کی تو وہ شخص گناہ اور نیکی میں ان ہی کے ساتھ ہوگا۔ (مرقاۃ: کتاب اللباس) اور مظاہرِ حق شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ مشابہت کا مطلب یہ ہے کہ جوشخص جس قوم و جماعت کی مشابہت اختیار کرے گا اس کو اسی قوم و جماعت جیسی خیر یا معصیت ملے گی،مثلاً اگر کوئی شخص اپنے لباس و اطوار وغیرہ کے ذریعہ کسی غیر مسلم قوم،فساق وفجار کی مشابہت اختیار کرے گا تو وہ ان ہی میں شمار ہوگا۔ اس ارشادِ گرامی کے الفاظ بہت جامع و ہمہ گیر ہیں جن کے دائرے میں بہت سی باتیں اور بہت سی چیزیں آجاتی ہیں،یعنی مشابہت کا مفہوم عمومیت کا حامل ہے کہ مشابہت خواہ اَخلاق و اطوار میں ہو یا افعال و کردار میں ہو اور خواہ لباس و طرزِ رہائش میں ہو اور یا کھانے پینے یا اُٹھنے بیٹھنے رہنے سہنے اور بولنے چالنے میں ہو،سب کا یہی حکم ہے۔(مظاہرِ حق شرح مشکوٰۃ شریف جلد ۴، صفحہ ۱۶۶)

مسلمان بھی کفار کے تہوار منانے لگے: یہود و نصاریٰ اور تمام کفار اپنی رسومات اور تہوار ٹی وی اور نیٹ پر دکھاتے ہیں،جنہیں ہماری اولاد موبائل پر بڑے شوق سے دیکھتی ہے مثلاً نیوائیر، ویلنٹائن ڈے، کرسمس، آتش بازی، سالگرہ، اپریل فول، دیوالی، ہولی وغیرہ۔ ہم مسلمان جسم کے اعتبار سے تو ان کے ساتھ شریک نہیں ہوتے لیکن دل سے شرکت کرتے ہیں جس کی وجہ سے ہمارے دلوں میں کفار کے طور طریقوں سے نفرت کے بجائے محبت آتی ہے بلکہ ستم بالائے ستم وہی طریقے اب ہماری عملی زندگی میں بھی آرہے ہیں، وہی رسومات ہم بھی کرنے لگ گئے ہیں،ہماری پستی کی انتہا ہے کہ آج مسلمان بھی ان رسومات میں مندر اور گرجا گھروں میں جارہا ہے۔

تاریخی فلموں کے نقصانات: اسی طرح آج کل یہاں ترکی کی تاریخی فلمیں دکھائی جارہی ہیں،جس میں حرام عشق کے مناظر اور اللہ والوں کو پینٹ شرٹ اور بغیر داڑھی کے دکھایا گیا ہے۔ٹی وی دیکھنے والے نامحرموں کو دیکھ رہے ہیں اور اس کو گناہ ہی نہیں سمجھتے، بلکہ اس کو تبلیغِ اسلام سمجھتے ہیں حالانکہ اس سے حدودِ شریعت اور احکامِ شریعت پامال ہوتے ہیں،بھلا یہ بھی کارِ خیر ہوسکتا ہے؟ یہ نہایت شرمناک جسارت ہے جس کا دیکھنا کسی بھی مسلمان کی غیرت کے منافی ہے۔ آج کل کے ناسمجھ مسلمان یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ اللہ کے پیارے بندے ان فاسقوں کی طرح ہوتے ہوں گے،نعوذ باللہ! کتنی دین کی بدنامی ہے۔ یہ ڈرامے فحش فلموں کی طرح ہیں جن سے لوگ حرام مزہ لیتے ہیں۔بعض واقعات تو بالکل جھوٹے شامل کئے گئے ہیں،جس سے اسلام دشمن عناصر نے اسلام اور سلاطینِ اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے۔

میڈیا کا میٹھا لیکن زہریلا دین: قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فَسۡـَٔلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ۝

(سورۃ الانبیاء: آیت ۷)

ترجمہ: ”اگر تمہیں خود علم نہیں ہے تو نصیحت کا علم رکھنے والوں سے پوچھ لو۔“

(آسان ترجمۂ قرآن)

یعنی مسائل اور دین کی رہنمائی اہلِ علم اور مفتی صاحبان سے لو،لیکن آج کل لوگ گوگل پر مسائل سرچ کرتے ہیں جہاں ان کو شوگرکوٹڈ (SugarCoated) دین پیش کیا جاتا ہے کیونکہ ان سائٹوں پر اکثریت بددین اور گمراہوں کی ہے جو خود بھی گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

دہریت کا پرچار: گمراہ مذاہب، باطل فرقوں اور گمراہ لوگوں کی سائٹ پر جاکر بہت سے لوگ خصوصاً اسکول، کالج اور یونیورسٹی کے طلبہ متاثر ہوکر باطل مذہب اور گمراہ عقائد اختیار کرلیتے ہیں،بعض تو اللہ تعالیٰ کی ذات کا انکار کرکے دہریے بن جاتے ہیں۔اسلام کا علم حاصل نہیں اور نیٹ پر سکھ ازم، ہندوازم کا مطالعہ کررہے ہیں، آن لائن دین سیکھتے سیکھتے ایمان

سے ہی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔

علماء سے دوری کا وبال: بغیر کسی مجبوری کے گھر پر آن لائن بیانات سننے سے جن لوگوں کا تعلق علماء اور اللہ والوں سے تھوڑا بہت تھا وہ بھی کمزور ہو گیا، جس کی بناء پر صحبتِ اہل اللہ کی برکات سے محروم ہو رہے ہیں۔ جگہ جگہ واٹس ایپ گروپ میں اکابر سلف صالحین علماء اور مفتیان کرام پر اعتراضات کئے جاتے ہیں، بے ادبی کر کے اپنے لئے وبال خریدتے ہیں۔ خود بے علم ہیں لیکن سطحی معلومات کے زور پر ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے چکر میں بے ادبی کر گزرتے ہیں اور بعض وقت ایسے کفریہ الفاظ کہہ دیتے ہیں یا لکھ دیتے ہیں جس سے ایمان بھی خطرے میں پڑ جاتا ہے۔

غیر عالم ہو کر دینی مسائل بتانے پر وعید: دینی مسائل کے معاملے میں زبان خاموش رکھنی چاہیے، ورنہ سخت خطرہ ہے۔ حدیثِ پاک ہے:

(اَجْرَؤُكُمْ عَلَى الْفُتْيَا اَجْرَؤُكُمْ عَلَى النَّارِ)

(کنز العمال: (دار الکتب العلمیۃ)؛ کتاب العلم؛ ج۱۰ ص۸۰؛ رقم ۲۸۹۵۷)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (بغیر تحقیق کے) مسئلہ بتانے میں جری ہوتا ہے وہ جہنم میں جانے کے لئے جری ہوتا ہے۔ آج کل کمپیوٹر اور نیٹ میں کتابوں کے ذخیرے اور مسائل کے سرچ سسٹم کے جہاں فوائد ہیں وہاں نقصانات بھی ہیں کہ ایک شخص صرف کمپیوٹر کا ماہر ہے، دین کا کوئی علم اس نے حاصل نہیں کیا لیکن سرچ کر کے مسائل کا جواب دیتا ہے بلکہ مختلف فتاویٰ سے کٹنگ کر کے فتویٰ بھی جاری کرتا ہے، حالانکہ مفتی نہیں ہے جبکہ فتویٰ دینے کا کام سب سے مشکل اور نازک کام ہے، کتنے مراحل سے گزر کر پھر مفتیانِ کرام اللہ تعالیٰ کی نیابت میں فتویٰ لکھتے اور اس پر دستخط کرتے ہیں اور آج کل کے اناڑی جلد بازی کر کے اپنے آپ کو اس حدیث کی وعید میں داخل کر کے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بناتے ہیں۔ واقعی صحیح کہا ہے کہ نیم حکیم خطرۂ جان نیم ملّا خطرۂ ایمان۔ اپنے مطلب کا فتویٰ لکھ کر آخر میں بڑے بڑے مدارس کے مفتی صاحبان کے دستخط اور مہر نیٹ سے گرافک کے ذریعہ لگا کر اخبار میں چھاپ دیتے ہیں، جیسے انشورنس کے جواز کے بارے میں ایک اخبار میں بڑے مدرسے کے نام سے جواز کا فتویٰ چھاپا گیا، جب تحقیق کی گئی تو خبر جھوٹی ثابت ہوئی۔ اس لئے ایسے فتاویٰ کے متعلق پہلے تصدیق کریں۔ موبائل کے ذریعہ جھوٹی خبریں، من گھڑت احادیث کی اشاعت اور دھوکہ دہی عام ہوگئی ہے، لوگ علماء سے پوچھتے ہی نہیں کہ یہ جو میسج آیا ہے یہ حدیث بھی ہے کہ نہیں؟ کیا اسے آگے بھیج سکتے ہیں؟ دوسرے مصنفین کی کتابوں سے آن لائن معلومات چرا کر اپنے نام سے کتاب لکھتے ہیں۔ بعض لوگ اکیلے کمرے میں بیٹھ کر اپنے بیانات کی سیلفی بناتے ہیں اور خوب ہاتھ ہلا ہلا کر جوش سے بیان کرتے ہیں اور بڑے جلسوں کی تصویر اور نعرے اور سبحان اللہ، ماشاء اللہ کی آوازیں ساتھ جوڑ کر اپنے گروپ میں شیئر کرتے ہیں کہ میں نے اتنے بڑے جلسے میں بیان کیا ہے تاکہ تعریف ہو۔ اس میں ریا، جھوٹ، دھوکہ دہی، حب جاہ جیسے گناہ ہیں جو سب حرام ہیں۔

موبائل کی وجہ سے دوسرے جرائم کے رجحانات: اسمارٹ فون، ٹی وی، فلموں سے ہمارے نوجوانوں نے کیا سیکھا ہے؟ شراب نوشی، ہیروئن اور نشہ، زنا، جوا، دہشت گردی، قتل وغارت، ڈاکہ، چوری، گن پوائنٹ پر لوٹنا، کم سن بچوں کو پیسوں کی لالچ دے کر گندے کام کرا کر ویڈیو بنانا، پھر بلیک میل کرنا، ان سے چوری اور ڈاکے کروانا اور آخر میں قتل کر دینا، یہ سب کچھ میڈیا سے، موبائل سے سیکھا ہے۔ اب تو ڈاکٹر حضرات بھی کہہ رہے ہیں کہ اسمارٹ فون کی لت منفی نفسیاتی رجحانات، اُداسی، ڈپریشن، خود پرستی اور دیگر عوارض کو جنم دیتی ہے۔ اسمارٹ فون کو بار بار دیکھنے کی شدید عادت اس شخص کو منشیات کی لت کی مانند جکڑ لیتی ہے اور انسانی دماغ کی تخلیق صلاحیت اور نیند کو تباہ کر دیتی ہے۔

ڈپریشن کا بڑا سبب: کچھ میڈیا والے ملکی حالات کو بار بار منفی انداز میں منظر عام پر لاتے ہیں کہ دیکھنے والا یہی سمجھتا ہے کہ سب کچھ برباد ہو گیا، یا موبائل پر بار بار بیماریوں مثلاً کورونا، کینسر وغیرہ کے ایسے اعلانات جاری کئے جاتے ہیں جن کو سن کر لوگ نفسیاتی طور پر بیمار ہو جاتے ہیں، کیونکہ بار بار جب ایک ہی بات دیکھیں گے، سنیں گے تو آخر کہاں تک اثر نہ ہوگا۔ اسی لئے جو لوگ میڈیا میں ہر وقت مصروف رہتے ہیں اور خصوصاً فارغ وقت والے لوگ، پورا دن نیوز چینل، موبائل الرٹ کے ذریعہ پوری دنیا کے حالات معلوم کر کے خواہ مخواہ اپنے آپ کو پریشان کرتے ہیں بلکہ اکثر تو ڈپریشن کے مریض بن جاتے ہیں۔

(جاری ہے)

صُوَرٌ مِنْ حَيَاةِ الصَّحابة

زندگیاں صحابہ رضی اللہ عنہ کی

حضرت طلحہ بن عبید اللہ تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

”جو شخص پیروی کرنا چاہے، اسے ان لوگوں کی پیروی کرنی چاہیے جو وفات پا چکے ہیں۔ اس لئے کہ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے، اس کے فتنے میں پڑنے اور دین حق سے ہٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے۔ وہ لوگ جن کی پیروی کرنی ہے؛ اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، وہ لوگ اس امت کے افضل ترین افراد تھے، ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری تھی، وہ دین کا گہرا علم رکھتے تھے، اور تکلف سے دور تھے، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لیے منتخب فرمایا تھا۔ مسلمانو! تم ان کا مقام پہچانو، ان کے پیچھے چلو اور ان کے اخلاق وسیرت کو حتی الامکان مضبوطی سے پکڑو، اس لیے کہ وہ لوگ صراطِ مستقیم اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہِ ہدایت پر تھے۔“ (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

تصنیف: ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشا مرحوم (مصر)

مترجم: مولانا اقبال احمد قاسمی، یوکے اسلامک مشن

طلحہ ابن عبید اللہ تیمی اپنے ایک تجارتی سفر کے سلسلے میں ایک قریشی قافلے کے ساتھ شام جا رہے تھے۔ جب وہ قافلہ بُصریٰ پہنچا تو قریش کے عمر رسیدہ اور تجربہ کار تاجر اس کے آباد بازار میں جا کر خرید وفروخت میں مشغول ہو گئے۔ اگر چہ طلحہ ایک کم سن نوجوان تھے اور ان لوگوں کی طرح مہارت اور تجربہ نہیں رکھتے تھے مگر اپنی غیر معمولی ذہانت اور بصیرت کے بل پر وہ بہ آسانی ان کا مقابلہ کر سکتے اور اچھے سودے طے کر لینے میں کامیابی حاصل کر لیتے تھے۔

اس بازار میں جو مختلف مقامات سے آئے ہوئے تاجروں سے ہر وقت کھچا کھچ بھرا رہتا تھا، صبح وشام طلحہ ابن عبید اللہ کی آمد ورفت کا سلسلہ جاری تھا کہ اسی دوران ان کے ساتھ ایک ایسا اہم واقعہ پیش آیا جس نے نہ صرف ان کی زندگی کی تبدیلی میں اہم کردار ادا کیا بلکہ اس نے پوری تاریخ کے دھارے کو موڑ کر رکھ دیا۔ ہم یہ بات طلحہ ابن عبید اللہ ہی پر چھوڑتے ہیں کہ وہ اس تجسس آمیز داستان کو اپنے الفاظ میں بیان کریں:

”اس اثناء میں ہم بُصریٰ کے بازار میں تھے ہم نے ایک راہب کو یہ اعلان کرتے ہوئے سنا:

”اے گروہ تجار! اس مجمع کے لوگوں سے پوچھو کہ کیا اس کے اندر اہلِ مکہ میں سے کوئی شخص موجود ہے؟“ اس وقت میں اس کے قریب ہی تھا۔ میں نے فوراً کہا:

”ہاں! میں اہل مکہ میں سے ہوں۔“ تو اس نے پوچھا۔

”کیا تمہارے یہاں احمد کا ظہور ہو چکا ہے؟“

”کون احمد؟“ میں نے تعجب سے پوچھا۔

”ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب۔“ اس نے کہا۔ ”یہی مہینہ ہے جس میں ان کا ظہور ہونا ہے۔ وہ آخری نبی ہیں۔ وہ تمہاری سرزمین، ارضِ حرم میں مبعوث ہوں گے اور وہاں سے اس علاقے کی طرف ہجرت کر جائیں گے، جہاں کالے پتھر پائے جاتے ہیں، جہاں کھجوروں کے جھنڈ ہیں اور جہاں کی مٹی نمکین ہے جس سے پانی کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ نوجوان! دیکھنا ان پر ایمان لانے میں پیچھے نہ رہ جانا۔“

طلحہ کہتے ہیں کہ اس کی یہ بات میرے دل میں گھر کر گئی۔ میں تیزی سے اپنے اُونٹوں کے پاس پہنچا، انہیں تیار کیا اور قافلے کو اپنے پیچھے چھوڑ کر تیز رفتاری کے ساتھ مکے کی طرف چل پڑا، اور وہاں پہنچ کر اپنے گھر والوں سے پوچھا کہ کیا ہماری غیر موجودگی میں یہاں کوئی نیا واقعہ پیش آیا ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ: ”ہاں! محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک نیا دعویٰ لے کر اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نبی ہوں اور ابوقحافہ کے بیٹے (ابوبکرؓ) نے ان کی پیروی اختیار کر لی ہے۔“

طلحہ کہتے ہیں کہ میں ابوبکرؓ کو پہلے سے جانتا تھا۔ وہ نہایت نرم مزاج، ہر دل عزیز اور رحم دل آدمی تھے۔ اس کے علاوہ وہ ایک خوش اخلاق اور راست باز تاجر تھے۔ ہم لوگ ان سے مانوس تھے اور ان کی صحبت میں بیٹھنا پسند

کرتے تھے، کیونکہ وہ قریش کی تاریخ سے باخبر اوران کے انساب کے ماہر تھے۔ میں نے ان کے پاس جاکر پوچھا۔

’’کیا یہ بات صحیح ہے کہ محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور آپ نے ان کی پیروی اختیار کرلی ہے؟‘‘

انہوں نے کہا کہ ہاں اور مجھے ان کے حالات سنا کراپنے ساتھ ان کے دین میں داخل ہونے کی ترغیب دینے لگے اور جب میں نے ان کو راہب کی بات سنائی تو وہ حیران و ششدر رہ گئے اور مجھ سے کہا کہ میرے ساتھ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس چلو تاکہ یہ واقعہ جو تمہارے ساتھ پیش آیا ہے، ان کے سامنے بیان کرو، ان کی دعوت کو ان کی زبان سے سنو اور اللہ کے دین میں داخل ہوجاؤ۔‘‘

طلحہ کہتے ہیں کہ پھر میں ان کے ساتھ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے میرے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی، قرآن کا کچھ حصہ پڑھ کر سنایا اور آخرت کی بھلائی کی بشارت دی۔ اللہ تعالیٰ نے میرے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیا۔ جب میں نے ان کو بُصریٰ کے راہب کا قصہ سنایا تو نہایت خوش ہوئے اور اس خوشی کے آثار ان کے چہرے پر نمایاں ہوگئے، پھر میں نے ان کے سامنے کلمۂ شہادت کا اقرار کیا۔ اس طرح میں چوتھا شخص تھا جو ابوبکرؓ کے ہاتھ پر ایمان لایا۔

اس قریشی نوجوان کے قبولِ اسلام کی خبر سُن کر اس کے گھر اور خاندان کے لوگ سکتے میں پڑ گئے، جیسے ان کے اوپر بجلی گر پڑی ہو۔ خصوصاً ان کی ماں کو اس واقعے سے زبردست صدمہ پہنچا اور وہ غم سے نڈھال ہوگئیں کیونکہ انہیں امید تھی کہ اپنے بلند اخلاق اور کریمانہ خصائل کی بنا پر ان کا بیٹا ایک دن اپنے قبیلے کا سردار بنے گا۔ ان کے قبیلے والوں نے انہیں اپنے دین سے پھیرنے کی بہتیری کوششیں کیں مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئے اور ایک مضبوط پہاڑ کی طرح اسلام پر جمے رہے۔ جب وہ لوگ ان کو نرمی و محبت کے ریشمی پھندے میں پھانسنے میں ناکام ہوگئے تو سختی اور تعذیب کے اسلحوں سے لیس ہوکر ان کے اوپر ٹوٹ پڑے، مسعود بن خراش بیان کرتے ہیں:

’’ایک روز میں صفا مروہ کے درمیان سعی کررہا تھا۔ اسی دوران میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ ایک نوجوان کا پیچھا کررہے ہیں، جس کے دونوں ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں۔ لوگ اس کی پیچھے دوڑ رہے تھے، اسے دھکے دے رہے تھے اور اس کے سر پر مار رہے تھے۔ اس نوجوان کے پیچھے ایک بوڑھی عورت تھی جو چیخ چیخ کر اسے گالیاں دے رہی تھی، میں نے لوگوں سے پوچھا کہ اس نوجوان کا کیا ماجرا ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ طلحہ ابن عبیداللہ ہے جس نے اپنے آبائی دین کو ترک کر کے بنی ہاشم کے لونڈے (محمد) کی پیروی اختیار کرلی ہے۔ میں نے پوچھا، اور اس کے پیچھے یہ بڑھیا کون ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ اسی نوجوان کی ماں صُعبہ بنتِ حضرمی ہے۔‘‘

پھر نوفل بن خویلد نے.... جس کا لقب شیرِ قریش تھا.... حضرت طلحہ ابن عبیداللہ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کو ایک رسی میں باندھ کر مکے کے اوباشوں اور لچوں لفنگوں کے حوالے کردیا تاکہ وہ انہیں سخت ترین سزائیں دیں۔ اسی وجہ سے طلحہ ابن عبیداللہ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کو ’’قرِینَین‘‘ کہا جاتا ہے۔

زمانے کی گردش جاری رہی، یکے بعد دیگرے نئے نئے حادثات و واقعات رونما ہوتے رہے اور مرورِ ایام کے ساتھ ساتھ حضرت طلحہ ابن عبیداللہ ایمان کے تکمیلی مراحل طے کرتے رہے، خدا اور اس کے رسول کی راہ میں ان کی آزمائشوں کا سلسلہ دراز ہوتا رہا اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ ان کے احسان اور حسنِ سلوک کا دائرہ بڑھتا اور وسعت اختیار کرتا رہا، یہاں تک کہ مسلمانوں نے ان کو ’’زندہ شہید‘‘ کا لقب دے دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ’’طلحۂ خیر‘‘، ’’طلحۂ جُود‘‘ اور ’’طلحۂ فیاض‘‘ کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ ان القاب میں سے ہر لقب کا ایک پس منظر ہے جو ایک دوسرے سے بڑھ کر دلکشی و خوشنمائی کا حامل ہے۔

ان کے ’’زندہ شہید‘‘ کے لقب سے ملقب ہونے کا پس منظر یہ ہے کہ غزوۂ اُحد کے موقع پر جب مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر منتشر ہوگئے اور آپ کے ساتھ دس انصاریوں اور مہاجرین میں سے حضرت طلحہ ابن عبیداللہ کے سوا کوئی نہیں رہ گیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ان ساتھیوں کے ساتھ پہاڑ پر چڑھ رہے تھے تو مشرکین کی ایک ٹولی وہاں آ پہنچی جو آپ کو قتل کرنا چاہتی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’کون ہے جو ان لوگوں کو ہم سے دُور بھگائے، وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔‘‘

تو حضرت طلحہؓ نے کہا: ’’اے اللہ کے رسول! میں۔‘‘ لیکن آپ نے فرمایا:

’’نہیں! تم اپنی جگہ پر رہو۔‘‘ تب ایک انصاریؓ نے کہا۔

’’اے اللہ کے رسول! میں۔‘‘

’’ہاں، تم۔‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

وہ انصاریؓ آگے بڑھ کر مشرکین سے لڑتے رہے، یہاں تک کہ وہ شہید ہوگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دوران کچھ اور اوپر چڑھ گئے۔ مگر مشرکین نے جلد ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آ لیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر کہا:

’’کیا ان کا مقابلہ کرنے کے لئے کوئی نہیں ہے؟‘‘ ’’میں ہوں، اے اللہ کے رسولؐ!‘‘ حضرت طلحہؓ نے پھر پہل کی۔

’’نہیں، تم اپنی جگہ پر رہو۔‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو روک دیا۔ تب دوسرے انصاریؓ آگے بڑھے اور بولے:

’’اے اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں؟‘‘

’’ہاں، تم ان کا مقابلہ کرو۔‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اجازت دی اور وہ دشمنوں سے قتال کرتے رہے تا آنکہ انہوں نے بھی جامِ شہادت نوش فرمالیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے مقابلے کے لئے اپنے ساتھیوں کو آواز دیتے رہے اور حضرت طلحہؓ آپ کی آواز پر سب سے پہلے لبیک کہتے رہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو منع کر کے کسی انصاری کو اس کی اجازت دیتے رہے، یہاں تک کہ یکے بعد دیگرے وہ سب انصاری شہید ہوگئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت طلحہؓ کے سوا کوئی نہیں رہ گیا، جب دشمن پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب پہنچ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت طلحہؓ سے فرمایا:

’’اب تمہاری باری ہے۔‘‘

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دندانِ مبارک شہید ہوگئے تھے، پیشانی اور ہونٹ زخمی ہوگئے تھے، چہرۂ مبارک سے خون جاری تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زخموں سے نڈھال ہوگئے تھے۔ اس موقع پر حضرت طلحہؓ مشرکین پر حملہ کرکے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دُور دھکیل دیتے، پھر واپس آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سہارا دے کر تھوڑا اوپر چڑھاتے اور زمین پر بٹھا کر مشرکین پر دوبارہ حملہ کرتے تھے۔ یہ سلسلہ جاری رہا، یہاں تک کہ ان کو مکمل طور پر پسپا کردیا۔

حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ اس وقت میں اور ابوعبیدہ ابن جراحؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دُور تھے۔ جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کے ارادے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’مجھے چھوڑ دو اور اپنے ساتھی (طلحہؓ) کی مدد کو پہنچو۔‘‘

جب ہم ان کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ ان کے جسم سے بے تحاشا خون بہہ رہا ہے اور ان کے بدن پر تلواروں، نیزوں اور تیروں کے ستر سے زیادہ زخم ہیں، ان کی ہتھیلی کٹ گئی ہے اور وہ ایک گڑھے میں بیہوش پڑے ہیں۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تھے:

’’من سرہ ان ینظر الی رجل یمشی علی الارض قد قضٰی نحبہ فلینظر الی طلحۃ بن عبیداللہ۔‘‘

ترجمہ: ’’جو کسی ایسے شخص کو زمین پر چلتا پھرتا دیکھنا چاہتا ہو جو اپنی نذر (موت) پوری کرچکا ہو وہ طلحہ ابن عبیداللہؓ کو دیکھ لے۔‘‘

اور حضرت ابوبکرؓ جب غزوۂ اُحد کا ذکر کرتے تو فرماتے: ’’ذالک یوم کلہ بطلحۃ‘‘ (وہ پورے کا پورا طلحہ کا دن تھا)۔

یہ تھا وہ قصہ جس کی وجہ سے حضرت طلحہ ابن عبیداللہؓ کا لقب ’’زندہ شہید‘‘ پڑا۔ رہی ان کے ’’طلحۂ خیر‘‘ اور ’’طلحۂ جود‘‘ کے القاب کی بات تو اس کے سینکڑوں قصے ہیں اور انہیں میں سے ایک یہ ہے:

حضرت طلحہؓ بہت بڑے تاجر اور نہایت مالدار آدمی تھے۔ ایک روز ان کے پاس حضر موت سے ستر لاکھ درہم کی کثیر رقم آئی۔ وہ رات بھر غمگین اور پریشان رہے۔ ان کی پریشانی دیکھ کر ان کی اہلیہ حضرت ام کلثوم بنت ابی بکرؓ نے کہا:

’’ابومحمد! آپ کو کیا ہوا ہے؟ شاید میری طرف سے آپ کو کوئی تکلیف پہنچی ہے؟‘‘

’’نہیں، نہیں! تم تو ایک بہترین مسلمان بیوی ہو۔ میں رات بھر یہ سوچتا رہا کہ وہ شخص اپنے رب کے بارے میں کیا گمان رکھتا ہے جس کے گھر میں اتنی بڑی مقدار میں رقم پڑی ہو اور وہ

بے فکر سو رہا ہو۔‘‘

’’تو اس میں فکر اور پریشانی کی کیا بات ہے؟ آپ اپنے محتاج اہل قبیلہ اور مفلس احباب کو کہاں بھولے ہوئے ہیں۔ صبح کو یہ ساری رقم ان کو بانٹ دیجئے۔‘‘ حضرت ام کلثومؓ نے رائے دی۔

’’اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر رحمت نازل فرمائے۔ واقعی تم صاحبِ توفیق اور صاحبِ توفیق کی بیٹی ہو۔‘‘ انہوں نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

اور صبح کے وقت انہوں نے وہ ساری رقم تھیلیوں اور بڑے بڑے پیالوں میں رکھ کر فقراء، مہاجرین وانصار میں تقسیم کرادی۔

بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص حضرت طلحہؓ کی خدمت میں حاضر ہوکر ان سے مدد کا طالب ہوا اور اپنی ایک رشتہ داری کا ذکر کیا۔ جو دونوں کو باہم جوڑتی تھی۔

حضرت طلحہؓ نے کہا کہ آج سے پہلے مجھ سے اس رشتے کا کسی نے ذکر نہیں کیا۔ بہرحال میرے پاس ایک زمین ہے جس کے لئے عثمانؓ ابن عفان مجھے تین لاکھ درہم دے رہے ہیں۔ اب اگر تم چاہو تو وہ زمین لے لو اور اگر چاہو تو اسے فروخت کر کے میں تم کو تین لاکھ کی نقد رقم دے دوں۔ تو اس آدمی نے کہا کہ میں اس کی قیمت ہی لوں گا، چنانچہ انہوں نے اس کو وہ رقم دے دی۔

’’طلحۂ خیر‘‘ اور ’’طلحۂ جود‘‘ کو یہ لقب مبارک ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو مرحمت فرمایا تھا اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور ان کی قبر کو منور کرے۔ ☆☆

حضرت مولانا عبدالہادیؒ .... حیات وخدمات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل ٹوپی ضلع صوابی کے سرپرست اعلیٰ، مدرسہ قاسم العلوم گندف کے مہتمم، تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے مجاہد، نمونۂ اسلاف شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا عبدالہادی صاحب وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مولانا عبدالہادیؒ علماء وطلبا میں مہتمم صاحب آف گندف جبکہ گاؤں کے لوگوں میں ’’لالہ جی‘‘ کے نام سے جانے جاتے تھے۔ آپ جید عالم ہونے کے ساتھ ساتھ شیخ طریقت بھی تھے اور حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیرالدین غورغشتویؒ کے فرزند پیر طریقت رہبر شریعت حضرت مولانا محمد ابراہیمؒ سے آپ کو خلافت ملی تھی۔ آپ ٹوپی کے مقام پر تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں بنفس نفیس شریک تھے۔ آپ کو ختم نبوت کے کام سے بہت لگاؤ اور عشق تھا۔ ختم نبوت کے کارکنوں کے ساتھ بہت محبت سے پیش آتے۔ چند مہینے پہلے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے وفد نے تحریک ختم نبوت ٹوپی کے متعلق تفصیل معلوم کرنے کے لئے آپ سے ملاقات کی۔ آپ نے بیماری کے باوجود ان کو اس تحریک کی روداد سنائی اور انہیں بہت ساری دعائیں دیں اور باوجود بیماری کے اٹھ کر انہیں رخصت کیا۔ آپ ضلع صوابی ختم نبوت کانفرنس میں باقاعدگی سے شرکت فرماتے اور سامعین آپ کے بیان کو بہت شوق سے سماعت فرماتے تھے۔ آپ کے بیان میں دین اور ختم نبوت کے لئے قربانی کا جذبہ نمایاں ہوتا تھا اور تمام سامعین سے قادیانیوں کے خلاف اور ختم نبوت کے لئے قربانی دینے اور قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کی تلقین فرماتے۔ آپ کے مدرسے سے سینکڑوں طلبا فارغ ہوچکے ہیں۔ چند مہینے پہلے جب آپ کو دل کا عارضہ پیش آیا جس کے باعث ہسپتال میں داخل تھے، پھر جب صحت میں کچھ بہتری آئی تو باوجود بیماری وکمزوری کے لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے طلبا کو درس دیتے تھے۔ آپ کی نماز جنازہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع صوابی کے سرپرست شیخ القرآن حضرت مولانا نورالہادی المعروف صاحبِ حق، ضلع صوابی کے امیر حضرت مولانا شیخ اعزازالحق، نائب امیر مولانا مفتی نصیر محمد حقانی، ضلع ناظم مفتی عابدوہاب، مفتی رسال محمد، تحصیل رزڑ کے امیر مولانا نعیم اللہ حقانی نقشبندی، شیخ الحدیث حضرت مولانا فضل علی حقانی، مولانا عطاء الحق درویش اور شیخ الحدیث حضرت مولانا اسداللہ جان المظہری کے علاوہ کثیر تعداد میں جید علماء کرام، طلبا، حفاظ، ختم نبوت کے کارکنان اور کثیر تعداد میں ضلع صوابی اور خیبر پختونخوا کے مختلف علاقوں سے عوام الناس نے شرکت کی، ہر کوئی آپ کی دینی وسماجی خدمات کا معترف تھا۔ اکابر علماء کرام نے اپنے مبارک ہاتھوں سے آپ کے بڑے صاحبزادے، مدرسہ قاسم العلوم کے استاذ الحدیث حضرت مولانا فضل باقی صاحب کی دستار بندی کی۔ آپ کی نماز جنازہ آپ کے خلف الرشید مولانا فضل باقی نے پڑھائی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی جملہ مساعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت سے نوازے، آنے والی منزلیں آپ کے لئے آسان فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ خاتم النبیین۔

(مولانا نعیم اللہ حقانی نقشبندی)

مولانا کریم بخش علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

گزشتہ سے پیوستہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

۷......مارچ ۱۹۸۹ء میں قادیانی جماعت صدسالہ جشن منانے کی تیاری کرنے لگی۔ مجلس تحفظ ختم نبوت نے امت مسلمہ کے تعاون سے آواز بلند کی۔ قادیانیوں کے جشن پر پابندی لگ گئی۔ قادیانیوں نے ہائیکورٹ لاہور میں رٹ دائر کردی۔ جسٹس خلیل الرحمٰن کے ہاں سماعت کے لئے منظور ہوگئی۔ مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنے وکیل سید ریاض الحسن گیلانی، جناب محمد اسماعیل قریشی کی خدمات حاصل کیں۔ اس زمانہ میں پنجاب کے ڈپٹی اٹارنی جناب نذیر احمد غازی تھے۔ انہوں نے مجلس سے فرمایا کہ میری تیاری کرادیں کیونکہ میں سرکاری وکیل ہوں۔ اس سے بات میں وزن ہوگا۔ مولانا کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ اور فقیر نے ان کے دفتر جاکر خدمت کی۔ ایک دن انہوں نے جسٹس محبوب احمد صاحب کی تقریر کا پمفلٹ دیا۔ جس میں ختم نبوت کا تذکرہ تھا۔ وہ حوالہ کورٹ میں فائدہ مند ہوسکتا تھا۔ نیز یہ کہ میاں محبوب احمد اس وقت چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ بھی تھے۔ غازی نذیر صاحب نے فرمایا کہ یہ پمفلٹ شائع ہونا چاہئے اور کل اس کا حوالہ پیش ہو تو پورے عدالتی کمرہ میں یہ تقسیم بھی ہو جائے۔ اب صرف ایک رات درمیان میں تھی۔ مولانا کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ نے وہ رسالہ لیا۔ اس زمانہ میں نسبت روڈ چوک سے سرکلر روڈ پر جائیں تو ایک گلی کے کمرہ میں ایک کاتب صاحب ہوتے تھے۔ بہت ہنس مکھ، سگریٹ اور چائے کے رسیا، ہلکا بدن، خشخشی داڑھی، موڈی آدمی تھے۔ لیکن جب وعدہ کر لیتے تو نبھاتے تھے۔ ویسے مولانا کریم بخش رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے دوستی گانٹھ رکھی تھی۔ ان کو شام کے قریب پمفلٹ دیا کہ رات گئے کتابت ملنی چاہئے۔ میں نے آج رات شائع کرنا ہے۔ انہوں نے حامی بھرلی۔ رات کے بارہ بجے تک فقیر نے غازی صاحب کے کمرہ میں حوالہ جات کا کام مکمل کیا۔ صبح نماز کے بعد عدالت جانے سے قبل ان کی ترتیب قائم کرنے کا طے ہوا۔ مولانا نے رات بارہ بجے غازی صاحب کے دفتر سے مجھے لیا۔ اپنے دفتر چھوڑا، کتابت لائے، پروف دیکھا۔ میں تو سو گیا وہ پروف لے کر گئے۔ غلطیاں لگوائیں۔ پریس دیا۔ صبح نماز سے قبل واپس گئے۔ پمفلٹ اٹھایا۔ فولڈر کے سپرد کیا۔ نماز صبح کے بعد مجھے لیا۔ غازی صاحب کے دفتر چھوڑا، حوالہ جات کی ترتیب قائم ہوئی۔ کتب کے بکس تیار ہوئے۔ چائے کے لئے وہاں سے نکلے۔ کسی تھڑے پر مولانا کریم بخش نے ناشتہ کرایا۔ کتابیں اٹھائیں عدالت میں لائیں۔ مجھے وہاں بٹھایا خود نکل کھڑے ہوئے۔ غازی صاحب تیار ہوکر عدالت تشریف لائے۔ ماحول کو دیکھا۔ دوستوں سے ملے میرے پاس آئے اور پوچھا کہ پمفلٹ کا کیا بنا؟ میں سہم گیا کہ وہ تو ابھی نہ پہنچا تھا۔ نظر اٹھائی تو مولانا کریم بخش بنڈل تھامے سامنے سے ہال میں داخل ہوئے۔ پمفلٹ غازی صاحب نے کھولا تو نہال ہوگئے۔ غرض یہ مولانا کریم بخش صاحب کی ایک رات کی محنت کی رپورٹ ہے۔

۸......۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی دفتر لاہور کے انچارج مولانا کریم بخش تھے۔ آپ نے میٹنگ پر میٹنگ بلانے، لاہور میں مرکزی قیادت، مولانا عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالقادر روپڑی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا علی غضنفر کراروی، حضرت مولانا قاری محمد اجمل خان رحمۃ اللہ علیہ، مولانا علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ، جناب چوہدری غلام جیلانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم کے ساتھ جس طرح رابطہ رکھا اور تحریک کے بانکپن کو مدھم نہ ہونے دیا۔ امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مفتی مختار احمد نعیمی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد ضیاء القاسمی رحمۃ اللہ علیہ کی ہر مرکزی میٹنگ پر لاہور تشریف آوری سے فائدہ اٹھا کر لاہور میں کانفرنس پر کانفرنس رکھنا یا کیلئے مولانا کریم بخش کا وہ کارنامہ ہے۔ اس پر ان کو جتنا خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔

۹......دفتر ختم نبوت لاہور بالمقابل شاہ محمد غوثؒ مزار کے بالائی حصہ میں مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ رہائش پذیر تھے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کی صاحبزادی اس مکان میں رہائش پذیر رہیں۔ انہوں نے اپنا مکان بنایا اس میں منتقل ہوئیں تو یہ مکان خالی ہوگیا۔ مولانا کریم بخش نے بالائی منزل کی سیڑھیوں کو تالا لگادیا۔

کچھ عرصہ بعد اوپر متصل رہائش پذیر ہمسایہ نے اندر سے دروازہ کھول کر اس کے ایک حصہ پر قبضہ کر لیا۔ اب ہمسایوں سے لڑائی لڑنا اور فتنہ مول لینا دشوار امر تھا۔ مولانا کریم بخش اس پر بہت دل گرفتہ ہوئے۔ لیکن ان کی عقل رساء نے اس گتھی کو سلجھانے کے لئے بجائے لڑائی کے، اس قابض ہمسایہ سے یاری گانٹھ لی۔ اسے باور کرادیا کہ اس قبضہ پر گویا دفتر والوں کو کوئی پرخاش نہیں۔ اس پر خاصہ وقت گذار دیا۔ جب انہوں نے اعتبار کر لیا۔ تو مولانا کریم بخش نے اوپر کے صحن جس پر دفتر کا قبضہ تھا اور ایک کمرہ اس کے فرش پر لوہے کا جال بچھوا کر لینٹر ڈلوایا۔ اسے چمکتا دمکتا کر دیا۔ قابض ہمسایہ کو کہا کہ (اس کمرہ جس پر اس نے غاصبانہ قبضہ کر لیا تھا) اگر کہیں تو اس کا فرش بھی درست کر دیں۔ وہ بھرّے میں آ گیا۔ سامان اٹھالیا۔ مولانا نے پورے کمرہ کا فرش کھلوا کر اسے نیا کرنے پر مستری لگا دیئے۔ دیواروں کا بیکار خستہ پلستر بھی اتروا دیا۔ غرض کمرہ کو ایک بار تو رہائش کے قابل نہ چھوڑا بظاہر اس کی درستگی پر ہفتہ دس دنوں کا کام نکل آیا۔ اس دوران تیاری کر کے حضرت مولانا محمد شریف جالندھری علیہ الرحمۃ، فقیر راقم اور مولانا احسان اللہ فاروقی علیہ الرحمۃ کو دفتر بلایا۔ صورتحال کا معائینہ کرایا اور اب پہلی بار بتایا کہ آج میں نے ان کا دروازہ بند کر کے قبضہ واپس لینا ہے۔ یہ کارروائی میرے ذمہ، آگے آپ سنبھالیں گے۔ ہمسایہ سیالکوٹ گیا ہوا تھا۔ مولانا کریم بخش علیہ الرحمۃ نے دروازہ بند کر کے اس پر چنائی لگائی اور پوری دیوار کو پلستر کرادیا۔ ہمسایہ کی مستورات نے شور کیا کہ یہ کمرہ ہم نے کرایہ پر لیا ہوا ہے۔ ہمارے پاس کاغذ ہیں۔ مائی، بہن، خالہ کہہ کر ان کو چپ کرادیا کہ آپ اپنے مرد کو بلائیں وہ بات کریں۔ مالک مکان کو مولانا محمد شریف جالندھری علیہ الرحمۃ نے شیشہ میں اتار لیا کہ اس غاصبانہ قبضہ پر آپ نے ہماری اعانت نہیں کی۔ یہ آپ کی زیادتی تھی۔ اب قبضہ واپس ہم نے لے لیا ہے۔ آپ نے صحیح بیان نہ دیا تو اس غاصب کی بجائے ہماری لڑائی آپ سے ہوگی وہ مان گیا۔ شام کو ہمسایہ آیا شور کیا۔ پنچائیت ہمسائے جمع ہوئے شور اٹھا، پولیس آ گئی۔ اسے صحیح صورت حال کا علم ہوا۔ سب نے ہمسایہ کو سمجھایا وہ بھی ٹھنڈا ہو گیا اور حق بحقدار رسید قبضہ واپس مل گیا۔ یوں مولانا نے اس گتھی کو سلجھایا کہ سب حیران رہ گئے۔ مسلم ٹاؤن عائشہ مسجد کی آبادی میں سب سے زیادہ آپ کی بیدار مغزی کام آئی اور یوں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تا قیام قیامت اس کا ثواب آپ کی روح پُرفتوح کو ہوگا۔

۱۰...... مولانا کریم بخش صرف جماعتی معاملات نہیں بلکہ ذاتی معاملات کو بھی خوش اسلوبی سے طے کرنے کے ماہر تھے۔ خالص ذاتی نوعیت کا گھریلو معاملہ ہے۔ لیکن ہزار ہا لوگوں کے سامنے ہوا، بیان کر دینے میں حرج نہیں۔ ہوا یہ کہ آپ کا نکاح ماموں کی صاحبزادی سے اور ماموں کے بیٹا کا عقد مولانا کی بھتیجی سے قرار پایا۔ یہ بچی چھوٹی تھی۔ ماموں نے شرط لگادی کہ آپ کی بھتیجی چھوٹی ہے کل کو کوئی مکر جائے تو پہلے میں منگنی کروں گا۔ جس دن مولانا کی بارات جانی تھی اس سے ایک دن قبل وہ منگنی کے لئے آ گئے۔ لیکن ڈھول باجے ساتھ لائے، مولانا کی جوانی، عالم دین، دینی گھرانہ، انہیں غصہ آیا، ڈنڈا لیا، پورے لاؤ لشکر کو ڈنڈے کی نوک پر رکھا، سب کو بھگا دیا۔ اب صرف ایک رات اور اگلا آدھ دن مولانا کی بارات میں وقت باقی تھا۔ اس کارروائی پر دیکھا کہ معاملہ بگڑ گیا۔ ایک آدھ ہمسایہ اور والد کو ماموں کے ہاں روانہ کیا کہ آپ نے زیادتی کی۔ غیر شرعی رسوم اور حرام امور کا ارتکاب کیا۔ ہم سے بھی غلطی ہوئی۔ ایسے نہیں کرنا چاہئے تھا۔ لیکن ہو گیا اب آپ کی اور ہماری عزت اسی میں ہے کہ آپ مولانا کی شادی انجام پذیر ہونے دیں۔ ماموں بہت گرم اور سٹ پٹائے۔ لیکن مولانا کے والد صاحب کی منت سماجت پر راضی ہو گئے۔ البتہ شرط یہ لگادی کہ بارات آئے میرے گھر سے دو ایکٹر دور کھیتوں میں کھڑی رہے۔ مولانا کے والد کو کہا کہ اکیلے آپ آئیں، میں اپنی بچی آپ کے ہاتھ روانہ کر دوں گا۔ اس پر وہ راضی ہو گئے۔ اب گردونواح کے

اظہارِ تعزیت

۶ جنوری بروز ہفتہ بعد نماز ظہر گھوٹکی میں حضرت مولانا سید خلیل احمد شاہ کی بیٹی کی وفات پر ان سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر مولانا خواجہ عزیز احمد، مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد طیب لدھیانوی، مولانا محمد حسین ناصر نے تعزیت کی اور مرحومہ کے لئے بلندیٔ درجات کی دعا کی۔ نیز مولانا خواجہ عزیز احمد، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد حسین ناصر نے ضلع گھوٹکی کے امیر سید نور محمد شاہ اور ناظم مولانا محمد یوسف شیخ سے خصوصی ملاقات کی۔

ہمسائے، آبادی کے لوگ، جو پہلے دن کی کارروائی اور برادری کی ٹھکائی کے گواہ تھے۔ وہ سب جمع، مولانا کی بارات آئی، دوا یکڑ دور تازہ ہل لگی زمین پر بیٹھ گئے۔ مولانا کے والد صاحب گئے۔ بچی کو ان کے والد صاحب اور چند مستورات کے ساتھ لے کر آئے۔ بارات دلہا سمیت اس شان سے بخیر وخوبی مطلب نکال کر واپس ہوئی۔ اب مولانا کریم بخش نے اپنی اہلیہ کو سمجھایا کہ آپ کے والد، میرے ماموں ہیں۔ باپ کی جگہ ہیں۔ دونوں طرف سے غلطی ہوئی۔ آپ میرا ساتھ دیں کہ ہمیشہ کے لئے رنجش ختم ہو۔ وہ نیک خاتون، فرشتہ سرشت، مان گئیں۔ علاقائی رسم کے مطابق اگلے دن دلہن نے واپس والدین کے ہاں ستواڑہ پر جانا تھا۔ والد صاحب، والدہ صاحبہ آئے تو خاتون نے ان کو سمجھایا کہ اپنے میاں کے بغیر میرا جانا مناسب نہیں، آپ غصہ تھے، رخصتی نہ کرتے۔ رخصتی کردی تو وہ آپ کے داماد ہیں۔ ان کے بغیر اکیلے میں نہیں جاؤں گی۔ ساس صاحبہ، سسر صاحب نے مولانا کو ہمراہ لیا اور کل شام بارات جس گھر میں نہ جاسکی تھی اگلی شام اس گھر میں صدر نشین کی حیثیت سے داخل ہوئے۔ سب راضی، اللہ تعالیٰ نے تین بیٹے چار بیٹیاں دیں۔ وہ دن جائے آج کا دن آئے دونوں خاندانوں میں کوئی تنازعہ نہیں ہوا۔ بگڑے کھیل کو یوں چٹکی میں حل کرلیا۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ!

۱۱...... مولانا کریم بخش صاحب کی اہلیہ سے بچے ہوئے، ٹھیک رہیں کچھ عرصہ بعد بیمار ہوگئیں دورے پڑنے شروع ہوگئے۔ عامل کہیں جادو ہے۔ تعویزوں والے کہیں کہ جنات ہیں۔ ڈاکٹر کہیں بیماری، سمجھ نہیں آتی۔ مولانا کے لئے بہت الجھن ہوگئی۔ سالہا سال تک اس صورت حال کا بڑی بہادری سے مقابلہ کیا۔ لیکن مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی، آخر تھک گئے۔ گھریلو حالات نے بہت ہی الجھادیا۔ والد صاحب کا انتقال ہوگیا۔ بھائی علیحدہ ہوگئے۔ آپ کی زمینداری متاثر ہوئی۔ زمین کی عدم دیکھ بھال سے مالی نقصان بھی ہونا شروع ہوگیا۔ تو مجلس سے رفتہ رفتہ اجازت لے لی۔ آپ کی جگہ مجلس نے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کو وہاں بھیج دیا۔ مولانا گھر آگئے۔ لیکن تعلق کبھی منقطع نہ کیا۔ علی پور ختم نبوت کانفرنس قرب وجوار کے علاقائی پروگراموں میں بھرپور محنت وکامیابی کے لئے ساعی رہتے۔

۱۲...... گھر کا نظم تو کچھ ٹھیک ہوگیا اپنا اچھا مکان بھی بنالیا۔ بیٹی، بیٹے کی شادی سے بھی فارغ ہوگئے۔ لیکن صحت بگڑ گئی۔ ایک بھائی نے ’’جن پتوں پر آشیانہ تھا انہوں نے ہوادی‘‘ کے بمصداق رشتوں کے مسئلہ پر طوطا چشمی کی تو مولانا بہت دل برداشتہ ہوئے۔ دیوار سے لگ گئے۔ مجھے ایک سفر میں ملے۔ گھر آنے کا وعدہ لیا۔ وعدہ کے باوجود ایفاء، ارادہ کے باوجود تکمیل نہ کرپایا۔ ملتان جب آتے تو ملے بغیر نہ جاتے۔ اب ملتان آئے تو فون کیا کہ فلاں ہسپتال داخل ہوں۔ میں نے شام کو آنے کا دم بھرا۔ ضروری کام میں ایسا الجھا کہ بالکل بھول گیا۔ اگلے دن سفر کے لئے نکلا تو یاد آیا۔ حضرت مخدوم مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری سے صورت حال عرض کی۔ آپ نے فرمایا کہ میں ہو آؤں گا۔ مولانا کریم بخش آپ کے شاگرد تھے۔ مخزن العلوم میں آپ کے پاس پڑھتے رہے۔ آپ ان کو ملے کچھ روز گھر سے کھانا بھی ہسپتال بھجواتے رہے۔ میرا اندرون وبیرون ملک کا سفر رہا۔ بالکل یاد نہ رہا کہ مولانا کریم بخش کا کیا حال ہے۔ اب کراچی دفتر تھا فون آیا کہ ان کا انتقال ہوگیا ہے۔ کل جنازہ ہے۔ کراچی سے حاضری مشکل تھی۔ دفتر فون کیا تو معلوم ہوا کہ مرحوم کی وصیت تھی کہ میرا جنازہ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری پڑھائیں۔ آپ تشریف لے گئے۔ جنازہ پڑھایا۔ ہزاروں کا اجتماع تھا۔ گھریلو عام قبرستان میں تدفین عمل میں لائی گئی۔ حق تعالیٰ ان کی قبر کو بقعہ نور بنائیں۔ ان کی سیئات سے درگزر فرمائیں۔ ان کی حسنات پر اجر جزیل نصیب ہو۔ ☆☆

پنوعاقل میں علماء ختم نبوت کی تشریف آوری

۶ رجنوری ۲۰۲۴ء بعد نماز ظہر حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد مدظلہ، حضرت مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد حسین ناصر ودیگر حضرات مرکز ختم نبوت پنوعاقل تشریف لائے۔ پنوعاقل مقامی احباب سے ملاقات کی، اس کے بعد محترم جناب بھائی محمد زمان انڈھڑ کے گھر تشریف لے گئے۔ جہاں محمد زمان نے مہمانوں اور مقامی احباب کے اعزاز میں پرتکلف ظہرانہ دیا۔ بعد نماز مغرب مدنی مسجد پنوعاقل میں مولانا توصیف احمد جالندھری مدظلہ کی دعوت پر حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ نے علم الدین کورس کا افتتاحی بیان کرکے کورس کا آغاز کیا۔ مولانا محمد حسین ناصر نے دعا کرائی، اس کے بعد خانقاہ ہالیجی شریف میں حاضری ہوئی، خانقاہ کے سجادہ نشین ولی ابن ولی حضرت مولانا سائیں عبدالستار مدظلہ سے ان کی والدہ کی وفات پر تعزیت کی اور بلندئ درجات کی دعا کی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے وفد نے حضرت سائیں سے اپنے لئے دعائیں لیں۔

بابری مسجد.... تاریخی پس منظر

قسط:۲

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

کیا بابری مسجد کی جگہ پر کوئی مندر تھا؟

اب اِس نکتہ پر غور کیجئے کہ جس جگہ بابری مسجد کی عمارت تھی، کیا اس جگہ پہلے مندر تھا؟ اس سلسلہ میں کوئی تبصرہ کئے بغیر تاریخی شواہد اور ماہرین کی آراء پیش کی جاتی ہیں، جن میں زیادہ تر غیر مسلم دانشوران ہیں:

☆... سرولیم ہنٹر نے ۱۸۸۱ء کے امپیریل گزٹ میں لکھا ہے کہ ایودھیا کی کل ۷،۵۱۸ کی آبادی میں ۴،۴۶۰ ہندو ۲،۵۱۹ مسلمان ہیں، ہندوؤں کے ۹۶ مندر ہیں، جب کہ ۳۶ مسجدیں ہیں، کوشل خاندان کے خاتمہ کے بعد یہاں بدھوں کا تسلط بھی قائم ہوا تھا اور یہ بدھ مت کا بھی ایک بڑا مرکز ’’بدھ نگری‘‘ رہا ہے، ایک روایت کے مطابق گوتم بدھ نے بھی ۹ سال یا ۱۹ سال یہاں گزارے تھے، ایک زمانہ میں یہاں بدھ مت کے ۲۰ ویہار بھی موجود تھے، جس میں ۳۰۰۰ بھکشو رہا کرتے تھے، پانچویں صدی میں چینی سیاح فاہیان اور ساتویں صدی میں ہوین سانگ نے ایک بدھ شہر کی حیثیت سے اس کا دورہ کیا تھا، وہاں کے بودھ آبادی اور پرارتھنا استھلوں کا تذکرہ کیا ہے، یہ جین مت کے پانچ تیرتھنکر یا پیشواؤں کا بھی مسکن مانا جاتا ہے اور ان کے منادر بھی یہاں تھے، ایودھیا میں رام بھکتی سے دوسو سال قبل صوفی ازم بھی پہنچ چکا تھا؛ کیوں کہ یہ مانا جاتا ہے کہ رام بھکتی کا ہندو عوام میں پھیلاؤ اکبر کے ہم عصر تلسی داس کے رام چرت مانس کے ذریعہ ہی ہوا، تلسی داس اور بالمیکی کی ایودھیا دیو مالائی نگری اور سریو ندی ایک دیو مالائی ندی رہی ہے، اس بنیاد پر ہندو ایودھیا کو خاص طور پر پوتر (پاک زمین) مانتے ہیں، یہ ان کے لئے دھار مک پرمپرا کا معاملہ ہے، ان کی آستھا (عقیدہ) کے مطابق رام چندر جی کی پیدائش ایودھیا میں ہوئی تھی، جہاں انھوں نے گیارہ ہزار برس تک حکومت کی اور مرنے پر یہیں انھیں نذرِ آتش کیا گیا۔

☆... ۱۸۵۴ء سے قبل تک کسی بھی ہندوستانی یا غیر ملکی سیاح، مشاہد یا مؤرخ نے ایودھیا میں کسی رام جنم بھومی مندر کا تذکرہ نہیں کیا ہے، نہ تو فاہیان یا ہیون سانگ نے، اور نہ ہی چودھویں صدی کے سیاح ابن بطوطہ نے، ولیم فنچ جو پہلا یورپین سیاح مانا جاتا ہے، جب وہ ۱۶۰۸ء میں ایودھیا کا ذکر کرتا ہے تو وہ وہاں کے گھاٹوں اور عقیدوں کا ذکر کرتا ہے، مسجد یا جنم بھومی کا کوئی تذکرہ نہیں کرتا ہے۔ (شہراولیاء: دبیر احمد: ۲۷۶، ط: فیض آباد، ۱۹۹۱ء)

☆... ابوالفضل نے آئین اکبری اور اکبر نامہ میں صرف اتنا کہا ہے کہ ایودھیا رام چندر جی کی پیدائش کی جگہ کہی جاتی ہے اور یہ یاترا کے لئے مشہور ہے، جو ۴۰ کوس مشرق ۲۰ کوس شمال سے جنوب تک پھیلی ہوئی ہے، اس میں چھ سات گز لمبی دو قبریں ہیں، جو کہ حضرت شیث علیہ السلام اور حضرت ایوب علیہ السلام سے منسوب ہیں اور ان سے متعلق کہانیاں مشہور ہیں، اس میں بھی مندر گرا کر مسجد کی تعمیر کا کوئی ذکر نہیں۔

☆... سوشیل شری واستو لکھتے ہیں: ’’میں پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ عام عقیدہ کہ بابر یا اورنگ زیب نے ایودھیا میں مندر گرائے، ان نظریات کا نتیجہ ہے جو ہندوستان میں برطانوی حکومت کے قیام کے بعد ایجاد کئے گئے، انگریز اسکالروں نے اس بات کو ہوا دی کہ بابر ایودھیا آیا تھا، کوئی ٹھوس تاریخی شہادت موجود نہیں ہے کہ بابر یا اورنگ زیب کبھی ایودھیا گیا تھا، یا اس نے وہاں کسی مندر کو توڑنے کا حکم دیا۔ (ڈسپوٹیڈ ماسک، سوشیل شری واستو: ۶۷، ط: دہلی ۱۹۹۶ء)

☆... پروفیسر ہربنس لال کھیا کہتے ہیں: ’’۱۸۲۲ء کے بعد یہ نظریہ اختیار کیا گیا کہ مسجد کی جگہ مندر تھا ورنہ کسی مسلمان یا ہندو کی کتاب میں ایسی کوئی شہادت موجود نہیں، یہ محض قیاس ہے، واقعہ نہیں کہ یہاں مندر تھا اور قیاس بھی اسی بنیاد

پر ہے کہ چوں کہ بابر مسلمان تھا؛ اس لئے ضرور اس نے مندر توڑا ہوگا۔‘‘ (مضمون: دی ہندو مدراس:۲۶، جون:۱۹۹۴ء)

☆... بابری مسجد ایکشن کمیٹی کے کنوینر سید شہاب الدینؒ لکھتے ہیں: ’’ایسا کوئی ثبوت یا شہادت موجود نہیں ہے کہ شری رام کی جائے پیدائش پر بنائے گئے مندر کو ۱۵۲۸ء میں گرا کر مسجد بنائی گئی ہو، پہلے یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ اس مندر کو راجہ بکرماجیت نے ۵۰ سال قبل مسیح بنوایا تھا، مگر بدقسمتی سے دو مشہور سیاح فاہیان اور ہیون سانگ نے کہیں بھی اپنے سفر نامہ میں اس کا ذکر نہیں کیا، تب یہ کہا گیا کہ اس مندر کو گیارہویں صدی میں قنوج کے راجہ نے بنایا تھا، اودھ کا علاقہ دسویں اور گیارہویں صدی میں مسلسل اور متواتر افغان حملہ کا نشانہ رہا، حیرت ہے کہ ان حالات میں بھی یہ مندر بنتا رہا، بارہویں صدی کے آخر میں ایودھیا مسلمانوں کے قبضہ میں آیا، ساڑھے تین سو سالوں میں ان مسلمان حکمرانوں نے اس کو کچھ بھی نہیں کیا اور اسے توڑنے کا کام بابر کے لئے چھوڑ دیا۔‘‘

(ریڈیئینس، دہلی، ۱۹، ۲۵/ مارچ ۱۹۹۵ء)

بابر کا مزاج:

کسی واقعہ کی تصدیق میں اس بات کی بھی بڑی اہمیت ہوتی ہے کہ واقعہ جس شخص کی طرف منسوب کیا جارہا ہے، کیا یہ بات اس کے مزاج سے میل کھاتی ہے؟ اس پہلو سے غور کیا جائے تو مندر منہدم کرنا اور اس کی جگہ مسجد تعمیر کرنا بابر کے مزاج سے بالکل میل نہیں کھاتا؛ چنانچہ ۲۰/ جنوری ۱۵۲۶ء کو بمقام دھولپور فارسی زبان میں ہمایوں کے لئے جو وصیت نامہ بابر نے تحریر کیا ہے، وہ بابر کے مزاج کی صحیح عکاسی کرتا ہے، اس کا ایک اقتباس اس طرح ہے:

’’اے میرے فرزند! ہندوستان مختلف مذاہب سے بھرا پڑا ہے، بحمد اللہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اس پر تمہیں بادشاہی عطا فرمائی ہے، تمہیں لازم ہے کہ اپنے دل کو ہر قسم کے مذہبی تعصّبات سے خالی کر کے ہر قوم کے طریقہ کے مطابق عدل وانصاف کرو، اپنی بادشاہی کے اندر کسی قوم کی عبادت گاہوں کو خراب یا مسمار مت کرنا، ایسا انصاف کرنا کہ بادشاہ رعیت سے اور رعیت بادشاہ سے خوشحال ہوجائے، اسلام کی ترقی تیغِ ظلم کے بجائے تیغِ احسان سے زیادہ بہتر ہے، مختلف العقیدہ رعایا کو عناصر اربعہ کی طرح متحد کردو؛ تاکہ سلطنت کا جسم امراضِ مختلفہ سے محفوظ رہے۔‘‘ (راجندر پرشاد، انڈیا ڈیوائڈیڈ، تیسرا ایڈیشن، ص:۳۹)

یہ تحریر اسی زمانہ کی ہے جب بابری مسجد تعمیر ہوئی تھی، اگر یہ کسی رام جنم بھومی مندر کو توڑ کر بنائی گئی ہوتی تو وہ اپنے بیٹے کو اس طرح کا وصیت نامہ تیار کر کے کیوں دیتا، بابر کے سلسلہ میں ہندو مؤرخین بھی اس کی شخصیت کی دل آویزی کے قائل رہے ہیں، اِلٰہ آباد یونیورسٹی کے ڈاکٹر رام پرشاد ترپاٹھی اپنی کتاب رائز اینڈ فال آف مغل امپائر میں تحریر کرتے ہیں کہ:

’’بابر میں مذہبی جنون بالکل نہیں تھا، اس کا رویہ ہندو، افغانی امراء اور رعایا کے ساتھ انتہائی مہذبانہ، شریفانہ اور دوستانہ ہوتا تھا، مغل سلطنت کی شان وشوکت صرف اس کی فوجی قوت میں نہیں بلکہ غیر مسلم رعایا کے ساتھ ان کی مذہبی رواداری میں تھی، جس کی ابتدا بابر سے ہوئی تھی۔

(رائز اینڈ فال آف مغل امپائر: ۱/ ۵۴-۵۵)

رام پرشاد کھوسلہ ۱۹۳۴ء میں شائع اپنی کتاب مغل کنگ شپ اینڈ نوبیلیٹی میں بابر کے اوصاف کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ’’بابر کی تزک میں ہندوؤں کے کسی مندر کے انہدام کا کوئی ذکر موجود نہیں، اور نہ یہ ثبوت ہے کہ اس نے کسی کافر کو اس کے مذہب کی وجہ سے قتل کیا ہو، وہ نمایاں طور پر مذہبی تعصب اور تنگ نظری سے بَری تھا۔‘‘ (مغل کنگ شپ اینڈ نوبیلیٹی: ۲۰۷)

بابر نے اپنی کتاب تزک بابری میں بہت دلچسپی سے اور لطف لے کر یہاں کے مندروں کا تذکرہ کیا ہے؛ لیکن کہیں بھی تعصب کی بنا پر مندر توڑنے کا کوئی ذکر موجود نہیں ہے، مثلاً: بابر جب گوالیار کے قلعہ میں پہنچا تو وہ لکھتا ہے کہ یہاں کے تالاب کے مغرب میں ایک عالی شان بُت خانہ اتنا بلند ہے کہ قلعہ میں اس سے اونچی کوئی دوسری عمارت نہیں، دھولپور کے قلعہ سے اس کا نظارہ بڑا دلچسپ ہوتا ہے، کہتے ہیں کہ بُت خانہ کا سارا پتھر وہاں موجود تالاب کو کھود کر حاصل کیا گیا تھا، (تزک بابری، اردو ترجمہ: ۳۳۲) اسی طرح بابر جب پھر اروکی جانب جاتا ہے تو لکھتا ہے کہ اس کے اطراف کے پہاڑ کا ایک ٹکڑا تراش کر چھوٹے بڑے بُتوں کی مورتیاں بنائی گئی ہیں، اس کے جنوب میں ایک بہت بڑے بُت کی مورتی ہے جو تقریباً بیس گز کی ہوگی، ان سب بتوں کو ننگا بنایا گیا ہے اور اس کا ستر ڈھکا ہوا نہیں ہے، (تزک بابری اردو ترجمہ: ۳۳۳، انگریزی ترجمہ بابر نامہ: ۶۱۳-۶۱۴) اگر بابر ایودھیا آیا ہوتا، یہاں کوئی مندر ہوتا اور خاص کر اس کو منہدم کر کے وہاں

مسجد بنائی گئی ہوتی تو بابر نے اس کا ذکر کیا ہوتا۔

بابری مسجد میں موجود کتبہ پر فارسی زبان میں جو تحریر تھی، اسے اے ایس بیورج نے اپنی کتاب بابر نامہ میں نقل کیا ہے:

’’بابر کے حکم سے جس کا انصاف ایک ایسی عمارت ہے جو آسمان کی بلندیوں کو چھو رہی ہے، یہ فرشتوں کے اُترنے کی جگہ خوش قسمت سردار میر باقی کے ذریعہ تعمیر کی گئی ہے، یہ کبھی ختم نہ ہونے والا تحفہ ہے؛ اس لئے اس کی تعمیر کی تاریخ ان الفاظ سے عیاں ہے، یعنی یہ کبھی ختم نہ ہونے والا فیاضی کا شاہکار ہے۔ (۹۳۵ھ، ۱۵۲۸ء)۔‘‘

اس کتبہ کے مطابق بابری مسجد کی تعمیر ۲۹/ ۱۵۲۸ء میں مکمل ہوئی تھی، اگر یہ مندر توڑ کر بنائی گئی ہوتی تو اس کو بنوانے والے میر باقی اسے اپنا نمایاں کارنامہ سمجھتے ہوئے اور اس کی مذہبی حیثیت کو اُجاگر کرتے ہوئے اس کتبے میں اس بات کا حوالہ ضرور دیتے کہ اس مسجد کو کفار کے عظیم رام مندر کو توڑ کر بنایا جا رہا ہے۔

مزید یہ کہ بابری مسجد کی تعمیر (۱۵۲۸ء) کے ۴۵ سال کے اندر ہی ۱۵۷۵ء میں تلسی داس نے اپنی مشہور کتاب رام چرتر مانس ایودھیا میں بیٹھ کر لکھی تھی، اگر رام چندر جی جو اُن کے ہیرو ہیں اور ان کے عظیم الشان مندر کو توڑ کر مسجد بنادی گئی ہوتی تو وہ میر باقی کے ذریعہ مندر توڑ کر مسجد بنانے کا تذکرہ ضرور کرتے؛ لیکن ایسا کوئی حادثہ ہوا ہی نہیں تھا تو وہ کس بات کا تذکرہ کرتے؛ بلکہ ان کا تو کہنا ہے کہ ایودھیا سے زیادہ تیرتھ یاترا کے لئے اہم جگہ پریاگ ہے۔ (جاری ہے)

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، سکھر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے زیر انتظام ۵؍جنوری ۲۰۲۴ء بروز جمعہ بعد نماز مغرب مرکزی جامع مسجد بندر روڈ سکھر میں عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس زیر صدارت امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر قاری جمیل احمد بندھانی، زیر نگرانی ناظم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر مولانا عبداللطیف اشرفی منعقد ہوئی۔ کانفرنس کا آغاز حضرت مولانا عبداللطیف اشرفی کی تلاوت سے ہوا۔ ہدیۂ نعت حافظ عبدالقدوس نے پیش کیا۔ مولانا توصیف احمد جالندھری کا بیان ہوا۔ بعد نماز عشاء کانفرنس کی دوسری نشست کا آغاز حضرت قاری جمیل احمد بندھانی کی تلاوت سے ہوا، ہدیۂ نعت جامعہ اشرفیہ کے طالب علم ذوالقرنین نے پیش کیا۔

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی مدظلہ نے کہا کہ ہر قادیانی اور مرزائی جو مرزا قادیانی کو مہدی، مسیح وغیرہ کا درجہ دیتا ہے وہ سو دفعہ زبانی کلمہ پڑھے پھر بھی زندیق ہے، مرتد ہے۔

حضرت مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی مدظلہ نے اپنے بیان میں کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے قیام سے لے کر اب تک قادیانیوں کو دعوت اسلام دے رہی ہے اور مسلمانوں کے ایمان کا تحفظ کر رہی ہے۔ مسلمانوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت وسیرت اپنانے کی دعوت دینا اسلامی اتحاد کی صفوں کو درست کرنا ہے۔

ہالیجی شریف سے تشریف لائے ہوئے حضرت مولانا غلام اللہ مدظلہ نے اپنے خطاب میں کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام نے فتنۂ قادیانیت کا بھرپور تعاقب کیا اور کر رہے ہیں۔

مرکزی مبلغ حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ نے اپنے خطاب میں کہا کہ فتنۂ قادیانیت سے متعلق مسلمانوں کو بیدار کرنا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کا ہر موقع اور ہر محاذ پر تعاقب کرنا یہ ہماری ذمہ داری ہے۔

مسکین پور شریف کے سجادہ نشین حضرت مولانا سید پیر محمد شاہ مدظلہ نے اپنے بیان کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین کی محنت ہے کہ اس وقت پاکستان بلکہ بیرون پاکستان بھی لوگ قادیانی فتنہ سے آگاہ ہو رہے ہیں۔ حضرت نے مزید کہا کہ تحفظ ختم نبوت اتنا عظیم کام ہے کہ یہ کام کرنے والے کو انشاء اللہ! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی۔

سکھر ڈویژن کے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر نے نقابت کے فرائض انجام دیئے۔ کانفرنس کو کامیاب کرنے کے لئے جامع مسجد کی انتظامیہ، قاری جمیل احمد بندھانی، مولانا عبداللطیف اشرفی، مفتی محکم الدین مہر، محمد سعد شیخ، محمد مبشر حسین، جناب منیر احمد مہر، محمد عزیز گجر و دیگر کارکنان نے بھرپور محنت کی، اللہ پاک سب کو درجہ بدرجہ جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

مجاہد ختم نبوت علامہ ممتاز اعوان رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

علامہ ممتاز اعوان اُچ شریف کے رہنے والے اعوان فیملی سے تعلق رکھتے تھے،ان کے چچا مولانا محمد اسماعیلؒ اُچ شریف کی معروف شخصیت تھے۔ نیز ان کے چچا مولانا اللہ بخشؒ صدیقی جھٹہ بھٹہ شوگر مل رحیم یار خان میں ایک عرصہ خطیب رہے۔ موصوف نے آج سے چالیس سال پہلے قرآن پاک جامعہ مخزن العلوم خان پور سے حفظ کیا تھا۔عبدالغفور حقانی نام تھا۔لاہور آگئے،اخبارات کی دنیا سے تعلق شروع کیا،ختم نبوت یوتھ فورس بنائی اور عبدالغفور حقانی کے نام سے اخبارات کو خبریں بھجواتے۔ اس وقت کوئی سواری نہیں تھی۔ پیدل جا کر یا کسی سے لفٹ لے کر اخبارات کے دفاتر جا کر خبریں خود دیتے اور اگلے دن اگر کسی اخبار نے خبر نہ لگائی ہوتی تو متعلقہ نمائندہ سے جا کر جھگڑتے کہ میری خبر نہیں لگائی۔ چونکہ عبدالغفور حقانیؒ کے نام سے ہمارے شجاع آباد کے معروف خوش الحان اور شعلہ بیان خطیب ہیں تو ان کی تمام تر کارکردگی ہمارے مولانا حقانی کے کھاتے پڑتی تو عبدالغفور سے ممتاز اعوان بن گئے اور جب دیکھا کہ یوتھ فورس تو نوجوان حضرات کی جماعت ہوتی ہے اور فورس بھی ایک عجیب معنی رکھتا ہے تو اپنی تنظیم کا نام ورلڈ پاسبان ختم نبوت رکھ لیا۔ چل پھر کر تحفظ ختم نبوت کے لئے مصروفِ عمل رہتے، کسی اہلحدیث عالم دین نے میکلوڈ روڈ لاہور پر اپنا دفتر ان کے سپرد کر دیا اور اپنے ان احباب کے نام سے خبریں لگواتے تو احباب ان کی مالی خدمت کر دیتے، پوری زندگی فقر و فاقہ میں گزاری، کبھی کبھی ہمارے دفتر میں بھی قیام کرتے۔ راقم سے پہلے مولانا کریم بخش علی پوریؒ لاہور میں مبلغ تھے۔ ان سے بہت یارانہ تھا تو دفتر میں بیرون دہلی دروازہ تشریف لاتے۔ جب ہمارا دفتر ۱۹۹۰ء میں مسلم ٹاؤن عائشہ مسجد میں منتقل ہوا تو ہمارے دفتر میں کئی کئی روز قیام کرتے اور صبح کی نماز کے بعد جب اخبارات آتے تو ناشتہ سے پہلے اخبارات کا ناشتہ کرتے، کچھ ماہانہ چندے لگ گئے تو کہروڑپکا کے جناب محمد یعقوب شاہ کو اپنا سیکریٹری رکھ لیا۔ اللہ پاک نے موٹر سائیکل بھی عطا فرمادی تو موٹر سائیکل پر کام آسان ہوگیا۔ راقم سے مسلسل رابطہ میں رہتے۔ ورلڈ پاسبان ختم نبوت کی تنظیم کا صدر پیر سلمان منیر کو بنایا اور خود

ختم نبوت کانفرنس بستی سکھانی، علی پور

علی پور..... بستی سکھانی علی پور کی مضافاتی آبادی ہے۔ ۱۳/جنوری ۲۰۲۴ء ظہر تا عصر ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ صدارت مولانا محمد ایوب نے کی، جبکہ مہمانِ خصوصی استاذ العلماء حضرت مولانا پروفیسر محمد مکی مدظلہ تھے۔ تلاوت و نعت کے بعد مولانا منیر احمد نعمانی مدظلہ نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول، حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور اور دجال کے خروج اور حیات النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے عنوانات پر اجمالی گفتگو کی اور حدیث پاک کے حوالہ سے بتلایا کہ جو نزول عیسیٰ علیہ السلام کا منکر ہے، وہ کافر ہے۔ جو امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کا منکر ہے، وہ کافر ہے۔ ایسے ہی دجال کے خروج کا منکر بھی کافر ہے۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے قاری منیر احمد نعمانی کے بیان کی تائید کرتے ہوئے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک کے حوالہ سے فرمایا: ’’کیف تھلک امتی افا اولھا والمھدی وسطھا والمسیح آخرھا۔‘‘ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول من السماء اور نزول کے بعد جو کارہائے نمایاں سرانجام دیں گے۔ اس کا تفصیلی تذکرہ کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے امام مہدیؒ کے ظہور پر تفصیلی گفتگو اور قادیانیوں کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول سے متعلق اشکالات و شبہات کے جوابات دیئے اور بتلایا کہ عیسیٰ اور مہدی علیحدہ علیحدہ شخصیات ہیں جبکہ قادیانی دونوں کو مرزا قادیانی پر فٹ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ عصر کی نماز کے بعد سامعین کی بریانی کے ساتھ تواضع کی گئی۔ (احسان احمد شجاع آبادی)

جنرل سیکریٹری تھے۔ راقم کا نام بھی سرپرستوں میں لکھ دیا۔ ورلڈ پاسبان ختم نبوت میں اٹھارہ جماعتیں شامل کر رکھی تھیں، باقاعدہ ان کے نام بھی ذکر کرتے۔ غرضیکہ اپنی ذات میں خود انجمن تھے اور بے لوث ورکر تھے۔ روزانہ کی بنیاد پر اخبارات میں خبریں چھپوانا اور اگلے روز تمام اخبارات کی کٹنگ لگانا اور ان کو بحفاظت رکھنا ان کا کمال تھا۔ جب بھی قادیانیوں کی ملک وملت کے خلاف کوئی سرگرمی آتی، تو پریس کلب کے سامنے مظاہرہ کا اعلان کردیتے اور احباب کو جمع بھی کرلیتے اور کبھی کبھی مظاہروں کی تصاویر بھی آتیں غرضیکہ بڑی بڑی مالدار تنظیموں جن کے اخبارات میں باضابطہ تنخواہ دار کارکن تھے، ان سے بھی زیادہ یہ غریب الدیار اور مفلوک الحال چھپتا۔ مرحوم کا مشن یہ تھا کہ ہماری دینی جماعتوں کا میڈیا سیل بہت کمزور ہے بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے تو اس لئے روزانہ چھپنے کی کوشش کرتا ہوں تاکہ دینی جماعتوں کا نام اور کام اخبارات کی زینت بنتا رہے۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت بعدازاں پاسپورٹ میں مذہب کے خانہ کی تحریک، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی شہادت کے بعد چونکہ مجلس کے پاس فیکس مشین آگئی تھی تو دفتر میں روزانہ کی بنیاد پر آنا اور اخبارات کو خبر بھجوانا انہوں نے اپنا ذمہ لے لیا تھا۔ اس طرح انہوں نے بے شمار خبریں بھجوائیں یہاں تک کہ ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری مدظلہ نے فرمایا کہ فون کا بل زیادہ کیوں آرہا ہے؟ راقم نے بتایا کہ ہم نے روزانہ احتجاجی جلسے کئے، جلوس نکالے، مظاہر کئے، جن کی خبریں اخبارات کو بھیجی گئیں، اس طرح فیکس کا استعمال بڑھ گیا۔ بارہا انہوں نے راقم کے خطبات جمعہ مختلف ایسی مساجد میں رکھوائے کہ جہاں تک ہماری پہنچ نہیں تھی، نیز مولانا عبدالنعیم سلمہ، مولانا سمیع اللہ سلمہ کے جمعۃ المبارک کے پروگرام کے علاوہ درسوں کا اہتمام وانصرام کراتے تھے۔ ان کا وسیع حلقہ احباب تھا، ان کا اٹھان جمعیت طلبا اسلام سے ہوا، پھر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے نوجوانوں کی تنظیم ختم نبوت یوتھ فورس بنائی، جب جوانی ڈھلی تو ورلڈ پاسبان ختم نبوت بنائی، سمبڑیال کے مولانا سلمان منیر کو صدر بنایا اور انہیں صدارت کے ساتھ ساتھ پیر کا لقب بھی دیا۔ مرحوم ان کا اپنے شیخ کی طرح احترام کرتے رہے، بیک وقت عالمی مجلس تحفظ نبوت، جمعیت علماء اسلام، مجلس احرار اسلام سب سے تعلق جوڑے رکھا۔ ۱۵/ دسمبر ۲۰۲۳ء جمعۃ المبارک کا پروگرام انہوں نے اپنے جگری دوست مولانا قاری محمد حنیف ربانی کا مشہور احرار راہنما مولانا محمد یوسف احرار کے قائم کردہ ادارہ اور مسجد ختم نبوت چندرائے روڈ لاہور میں رکھا۔ جمعۃ المبارک کی نماز کے دوران دل کی تکلیف ہوئی پسینہ آیا اور روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ پاک ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائیں اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں۔ ان کی میت مرکز ختم نبوت جامع مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن لائی گئی اور انہیں غسل دیا گیا۔ جامع مسجد عائشہ کے جنوب میں واقع لان جسے جنازہ گاہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ وہاں ان کی نماز جنازہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما پیر رضوان نفیس مدظلہ کی اقتداء میں ادا کی گئی۔ قلیل نوٹس کے باوجود سینکڑوں مسلمانوں نے ان کی نماز جنازہ میں شرکت کی، پھر ان کی میت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شمالی لاہور کے مبلغ مولانا سمیع اللہ سلمہ اور ان کے سیکریٹری محمد یعقوب شاہ کی نگرانی میں ان کے آبائی علاقہ اُچ شریف ایمبولینس کے ذریعہ روانہ کی گئی۔ اگلے روز ۱۶/دسمبر ۲۰۲۳ء کو عصر کی نماز کے بعد ان کے برادر صغیر حافظ عبدالصبور سلمہ کی امامت میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور انہیں اُچ شریف سرزمین اولیاء میں سپردِ خاک کیا گیا۔

اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ وبرد مضجعہ،

آمین یا اللہ العالمین۔ ☆☆

ناظم دفتر ختم نبوت کراچی کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے ناظم جناب محمد انور رانا صاحب کے برادر کبیر جناب محمد اقبال رانا صاحب ۶/فروری ۲۰۲۴ء کو بزرٹہ لائن کراچی میں بقضائے الٰہی انتقال کرگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند اور نیک سیرت انسان تھے۔ اچانک دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ ان کی نماز جنازہ جامع مسجد عائشہ باوانی میں بعد نماز مغرب ادا کی گئی، جس میں علما، طلبا، کارکنانِ ختم نبوت اور اہل علاقہ کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ ان کی کامل مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ اپنی دعاؤں میں مرحوم کو یاد رکھیں۔ (ادارہ)

مکران ڈویژن بلوچستان میں

تبلیغی سرگرمیاں

۲۷؍جنوری ۲۰۲۴ء بروز ہفتہ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا وفد حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ کی قیادت میں کراچی سے تربت پہنچا جس میں میرپورخاص کے مبلغ مولانا مختار احمد، نیو کراچی کے نگران مولانا شاکراللہ خیسوری (راقم) اور محمد رفیق جان (ڈرائیور) تھے۔ تربت میں مولانا احمد شاہ بلوچ مجلس کے پرانے رفیق کے ہاں پہنچے۔ رات کو قیام مولانا کے ہاں رہا۔ انہوں نے بڑی محبت سے نوازا۔ مولانا نے تربت اور کیچ ضلع میں کام کی کارگزاری پر گفتگو کی۔

۲۸؍جنوری کی صبح کو ناشتہ کے بعد ان کے والد محترم مولانا محمد یعقوب صاحب سے دعائیں لیں اور مدرسہ دارالعلوم اصحاب صفہ میں پہنچے، مدرسہ کے مدیر حضرت مولانا مفتی مراد جان اور اساتذۂ کرام سے ملاقات ہوئی۔ مولانا مختار احمد مبلغ ختم نبوت میرپورخاص کی طلبا میں ختم نبوت کورس چناب نگر کے حوالے سے گفتگو ہوئی، قاضی احسان صاحب نے دعا کرائی۔ ایک بجے مدرسہ دارالعلوم عثمانیہ پہنچے، حضرت مولانا شاہنواز اور اساتذۂ کرام سے ملاقات ہوئی، مولانا شاکراللہ کا شعورِ ختم نبوت کے حوالے سے طلبا میں بیان ہوا۔ بعد نماز ظہر تین بجے تربت کی جامع مسجد صدیق اکبر میں تحفظ ختم نبوت سیمینار رکھا ہوا تھا، جس میں مکران ڈویژن کے علماء کرام، سیاسی شخصیات، تاجران اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے بھرپور شرکت کی، یہ سیمینار شیر مکران حضرت مولانا محمد الیاس دلاوری مدظلہ کی صدارت میں تھا۔ حضرت مولانا خالد ولید سیفی صاحب نے بیان کیا۔ بعدازاں حضرت مولانا عبدالغنی زامرانی ناظم اعلیٰ اہلحدیث بلوچستان اور مولانا احمد شاہ بلوچ کا بیان ہوا۔ مولانا نے بلوچی زبان میں ذکری فرقے کے متعلق تفصیلات بیان کیں، ان کے بعد مولانا شاکراللہ اور مولانا مختار احمد نے بیان کیا، آخر میں مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ اور علاقے کے مشہور استاذ حضرت مولانا زاہد حسین نے امام مہدی علیہ الرضوان کے متعلق بیان کیا (اس کے علاوہ مقامی علماء کرام کے بیان ہوئے) اور رات کو قیام مدرسہ دارارقم میں ہوا۔

۲۹؍جنوری کو تربت سے گوادر کا سفر ہوا گوادر پہنچ کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام تعمیر ہونے والی ''جامع مسجد خاتم النبیین اور دفتر ختم نبوت'' کا دورہ کیا، ٹھیکیدار جناب حاجی محمد فاروق صاحب اور مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالغنی صاحب نے تعمیری حوالے سے پیش رفت سے آگاہ کیا۔ بعد نماز ظہر گوادر سے چالیس کلومیٹر دور پشکان شہر میں مدرسہ دارالہدیٰ میں پروگرام ہوا۔ مہتمم حضرت مولانا غلام اللہ سلیمی صاحب اور ادارے کے دیگر اساتذۂ کرام سے ملاقات ہوئی۔ علاقے سے علماء اور عوام الناس کثیر تعداد میں پروگرام میں شریک ہوئے۔ مولانا احمد شاہ بلوچ، مولانا عبدالغنی، مولانا مختار احمد اور مولانا قاضی احسان احمد کا بیان ہوا اور واپس گوادر شام کو پہنچے۔ اس پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے مفتی تیمور، مولانا تنویر، مولانا شاہجہاں، مفتی یاسین صاحبان نے بھرپور محنت کی۔ تاجر برادری سے ملاقاتیں کیں، نیز مساجد میں اعلانات بھی کئے۔ بعد نماز مغرب جامع مسجد مدینہ گوادر میں حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ کا بیان ہوا، مسجد الباط میں مولانا مختار احمد اور مسجد قبا گوادر میں مولانا شاکراللہ کا بیان ہوا۔ رات کو قیام مجلس تحفظ ختم نبوت کے دیرینہ ساتھی مولانا امیر معاویہ کے ہاں ہوا۔

۳۰؍جنوری صبح آٹھ بجے دارالعلوم اسکول گوادر میں مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ کا بیان ہوا۔ بعد نماز مغرب منور اسٹیٹ میں مولانا قاضی احسان احمد صاحب کا، جامع مسجد الفلاح میں مولانا شاکراللہ خیسوری کا بیان اور جامع مسجد باب الاسلام میں مولانا مختار احمد کا بیان ہوا۔ جناب میاں اعجاز، جناب محمد ہارون اور جناب منور نے خصوصی تعاون کیا۔

۳۱؍جنوری بعد نماز عصر جامع مسجد بلال میں علمائے کرام کا اجلاس منعقد ہوا۔ بعد نماز مغرب تاجر حضرات میں بیان ہوا۔ یہ پروگرام مفتی تیمور، مولانا امان، حاجی غلام حسین اور بھائی ایوب کے تعاون سے ہوا۔

☆☆ .... ☆☆

رعایتی قیمت
مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	قیمت
1	محاسبہ قادیانیت۔ جلد نمبر 1 تا 30 (مزید جلدوں کی اشاعت جاری ہے)	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	9000
2	قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ (5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1000
3	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	400
4	رئیس قادیان	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	400
5	آئینہ قادیانیت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	250
6	ائمہ تلبیس	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	400
7	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے	جناب محمد متین خالد صاحب	200
8	ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	200
9	چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ (5 جلدیں) مکمل سیٹ	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1200
10	قادیانی شبہات کے جوابات (کامل)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	400
11	تحفہ قادیانیت (چھ جلدیں)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	1400
12	مجموعہ رسائل (رد قادیانیت) (جلد اوّل)	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	350
13	مجموعہ رسائل (رد قادیانیت) (جلد دوم)	رسائل اکابرین	350
14	اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ	مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ	250
15	خطبات شاہین ختم نبوت (دو جلدیں)	مولانا محمد بلال ، مولانا محمد یوسف ماما	600
16	تذکرہ مجاہدین ختم نبوت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	250
17	قادیانیت کا تعاقب	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد	200
18	مقدمہ بہاولپور مکمل سیٹ (تین جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1000
19	ختم نبوت کورس	مولانا مفتی مصطفیٰ عزیز صاحب	300
20	قادیانیت عقل و انصاف کی نظر میں	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	100
21	مولانا ظفر علی خان اور فتنہ قادیانیت	جناب محمد متین خالد صاحب	400
22	فتنہ قادیانیت کے خلاف عدالتی فیصلے (دو جلدیں)	جناب محمد متین خالد صاحب	700

نوٹ: ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطہ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں

ملنے کا پتہ:...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان ...... جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ